کشور زیدی

ہماری دستکاریاں

کشور زیدی

انڈین اکیڈمی، ۲۹ نریندرا پلیس نئی دلی

بار اوّل ۱۹۶۲ء

قیمت ۳/۵۰

یونین پریس دلّی

دستکاریوں کی فہرست

۱۔ ٹکسٹائل

چھپائی کے کپڑے

رنگائی کے کپڑے

بروکیڈ

ہمیرو

کمخواب

قالین وغالیچے

کمبل گدّے اور نمدے

سوزن کاری۔ کشیدہ کاری

جھالر (لیس۔کروشیا کا کام)

شال وغیرہ

۲۔ دھات کا کام

سونے چاندی کی چیزیں

"پہلا باب"

"سونے کی چڑیا"

انسان کی فطرت میں کھوج ہے وہ جس مٹی سے بنا ہے اس کی خصوصیت یہی ہے کہ اس میں ساری عمر کچھ نہ کچھ پانے پتہ لگانے اور سیکھنے کی لگن رہتی ہے۔ یہ کھوج ہر طرح کی ہوتی ہے۔ گرو کی کھوج۔ بھگوان کی کھوج۔ علم کی کھوج۔ ہنر کی کھوج۔ دولت کی کھوج۔ گویا آدمی کی زندگی میں سب سے بڑا راز یہی ہے ــــ!

ہمارا دیش بھارت ہمیشہ ہی سے ہر دَولت سے مالا مال تھا اور یہی کھوج دنیا کے کونے کونے سے لوگوں کو یہاں لے آئی کیونکہ ہمارے ملک میں نہ صِرف دَھن دَولت، اَناج غلّے کی افراط تھی بلکہ عِلم، ہنر اور فن کی دَولت سے بھی ہمارا ملک بھرا ہوا تھا اَور یہی وجہ تھی کہ بھارت بدیشیوں کی زبان میں سونے کی چڑیا کہلاَتا تھا اور اس کی دولت اور ہنر کے لئے اور اس کی فن کی کھوج میں ہر ایک ہی اس کی طرف کھنچا چلا آتا تھا۔ ہمارا ملک تو ایک پھلواری کی طرح تھا جس کی خوشبو دنیا کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی

اِس پھلواری میں ہر طرح کے پھول تھے جن پر ہر ایک کی للچائی نظریں پڑتی تھیں ــــ ملک کا ہر صوبہ اور اس کا تقریباً ہر شہر اپنے کسی نہ کسی خاص فن یا دستکاری کے لئے مشہور تھا۔

اور اس ہنر اور دستکاری کی شہرت آج ہی نہیں بلکہ سینکڑوں برس پہلے بھی سنسار کے ہر کونے میں پھول کی خوشبو کی طرح پھیلی ہوئی تھی کیوں کہ ہماری دستکاری کا فن تقریباً اتنا ہی پرانا ہے جتنا پُرانا ہمارا بھارت اور جتنی پُرانی ہماری تہذیب۔ اس زمانے میں بھی جب آدمی ـ ـ ـ ـکو پوری طرح لکھنا پڑھنا یا سبھیتا کا مطلب بھی نہ معلوم تھا۔ آدمی کے ہاتھ اور اس کے ہنر کی اتنی عزّت ہوتی تھی کہ کسی آدمی کا ہاتھ کاٹ ڈالنا سب سے بڑا جرُم سمجھا جاتا تھا۔

وُہ کلاکار جن کی ساری زندگی اسی کوشش میں کٹ جاتی تھی کہ وہ اپنے فن کا سب سے خوبصورت اور نیا نمونہ سنسار کو دِکھا سکیں ان کی عزت بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں ہوتی تھی اور وہ اپنی کلا کو کسی قیمت پر ہیٹا نہ کرتے تھے۔ اور ان کی کلا کے نمونے اپنے دیش میں ہی نہیں جگ کے ہر حصّے میں بڑی عزّت اور شوق کے ساتھ خریدے اور دیکھے جاتے تھے۔

اِس زمانے میں جبکہ ریل گاڑیاں، موٹریں اور ہوائی جہاز

نہ تھے سفر کا کوئی انتظام اور حفاظت نہ تھی۔ اونٹوں پر سامان لاد کر باہری دیشوں کو بھیجے جاتے تھے اونٹوں پر تجارت کا سامان لادکر جو قافلہ جاتا تھا اِسے کارواں بھی کہتے ہیں۔ اور ایک بھروسے کا آدمی اس قافلے کا سردار ہوتا تھا جو امیر کارواں کہلاتا تھا۔

اونٹوں کے علاوہ ناؤ اور کشتیوں پر سامان لادکر سمندر پار کے ملکوں کو بھیجا جاتا تھا۔ ان باہری ملکوں کو جہاں دستکاری کی چیزوں کی بہت مانگ تھی۔ ہم آپ کو کچھ نام بتاتے ہیں۔ سمرقند، بصرہ، بغداد منگولیا کے بہت سے ملک، اور بہت سے ایشیا کے ملک بھی اِسس فہرست میں آتے تھے۔ اِن کے علاوہ مصر، افریقہ اِنڈونیشیا اور اس کے بہت سے جزیروں میں بھی ہماری دستکاری کی چیزوں کی بیحد مانگ تھی اور مانگ اُسی چیز کی ہوتی ہے جو بہت پسند کی جائے اور پسند اس لئے آتی تھی کہ ہماری چیزیں اِنتہائی خوبصورت ہونے کے علاوہ کام میں بھی آتی تھیں۔

ان ملکوں کے علاوہ دو ایک اور تاریخی مثالیں بھی موجود ہیں۔ مثلاً سیزر اور قرنطائی کے محل اور چنگیز خاں کے دربار میں ہندوستانی دستکاری کے نمونے کی بھینٹ سب سے قیمتی اور اہم سمجھی جاتی تھی۔ راجوں مہاراجوں کے دربار میں سب سے اچھا تحفہ ہندوستانی
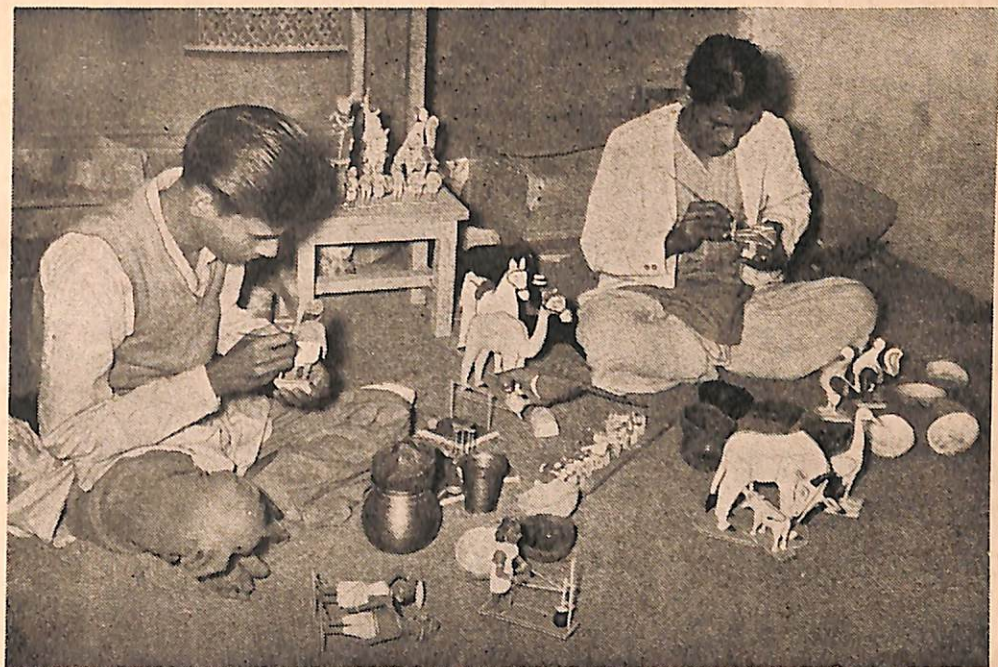
بنگال کے کھِلونے بنانے وَالے کھِلونوں پر پالِش کر رہے ہیں۔ تصویر میں طرح طرح کھلونے دِکھائی دِے رَہے ہیں۔!

دستکاری کا سمجھا جاتا تھا دوستوں کو بھی یہ تحفے بھیجے جاتے تھے اور یہ بہت پیار کی نشانی سمجھے جاتے تھے۔!

اور یہ تحفے ہوتے تھے۔ ڈھاکے کی ململ۔ بنارس، سورت احمد آباد کے زری و ریشم کے کپڑے۔ کشمیر کی شالیں اور نمدے، اخروٹ کی لکڑی پر کھدائی کی چیزیں جو کلا کا بہترین نمونہ ہوتی ہیں مرزاپور کے قالین، میسور کے صندل لکڑی کی خوبصورت مورتی اور سجاوٹ کے سامان، ہاتھی دانت کے مجسمے، چُنار کے برتن جو تانبے پیتل اور کانسی وغیرہ کے بنے ہوئے تھے۔ یہ برتن سجاوٹ کے علاوہ روز کے کاموں میں بھی آتے تھے۔ سیتل پاٹیاں جو بادشاہوں کے محل میں زمین پر بچھانے کے کام آتی تھیں اور ان کو ایک غریب آدمی بھی خرید سکتا تھا۔ بنارس کے کمخواب حیدرآباد کے ہمیرو اور مشجر کے تھان جن سے شاہی لباس بنتا تھا۔ اور شادی بیاہوں میں بھی دیے جاتے تھے، بنگال کے کھلونے جو سندرتا کے حساب سے لاجواب ہوتے تھے۔ مُرادآبادی برتن جن کی چمک اور باریک کام کی صفائی اور سندرتا دل کو موہ لیتی تھی۔ اور اسی طرح کی ہزاروں چیزیں جن کا کوئی جواب نہ تھا۔

ڈھاکے کی ململ کے بارے میں کئی روایتیں مشہور ہیں ان میں چند

ایک آپ کو سناتے ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ڈھاکے کی ململ کا تھان انگوٹھی کے چھلّے کے بیچ سے آسانی سے گزر جاتا تھا اور ململ کا تھان ایک مٹھی میں آجاتا تھا۔ اسی طرح ایک دلچسپ روایت ہے کہ ایک دفعہ ایران کے کسی بادشاہ کے حضور میں ڈھاکہ کی ململ بھینٹ دی گئی۔ بادشاہ اپنی بیٹی کو بہت چاہتا تھا اس نے وہ تھان اپنی شہزادی کو دیا شہزادی نے ململ کی تہہ کر کے ایک لباس بنوایا اور اسے پہن کر باپ کے سلام کو آئی۔ ساری زندگی میں پہلی بار بادشاہ اپنی بیٹی پر بگڑ گیا اس نے کہا۔ تمہیں یہ برائے نام لباس پہن کر میرے پاس آتے شرم نہ آئی۔ شہزادی بیچاری حیران رہ گئی کیونکہ وہ تو ایک کے بجائے ستر لباس پہن کر آئی تھی۔

یہ تھی ہمارے پرانے کلاکاروں کی کلا جو ہر کام صرف اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے۔

ان بہت اچھی اور حیران کر دینے والی دستکاریوں کے علاوہ روز کے کاموں میں آنے والی بھی بہت اچھی سستی اور مضبوط چیزیں بنتی تھیں۔ جو مضبوط اور سستی ہونے کے علاوہ خوبصورت بھی ہوتی تھیں۔ اور وہ جنتا کے کام میں آتی تھیں جیسے مٹی کے برتن، چٹائیاں، لکڑی کے سامان، ہاتھ کے بنے ہوئے

کپڑے اور اسی طرح کی ہزار چیزیں۔

اس طرح دستکاری کے دو حصے ہو گئے۔ ایک تو بہت اچھے اونچے فن کا بہترین نمونہ، مہنگی اور تحفے میں دیے جانے والی چیزیں جن کی مانگ بادشاہوں اور راجاؤں کے درباروں یا امیروں کے یہاں تھیں اور دوسری وہ چیزیں جن کی مانگ جنتا میں تھی اور ان کے بنانے میں تھوڑا وقت تھوڑا پیسہ اور تھوڑی محنت لگتی تھی۔!

بہر حال یہ تو ہمیں معلوم ہی ہے کہ ہماری دستکاری کتنی پرانی ہے اور وہ نہ صرف اپنے دیش میں بہت پیاری تھی بلکہ سنسار کا ہر ملک ہماری دستکاری کا دیوانہ تھا۔!

"دستکاری کا زوال"

جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ہمارا دیش ہر طرح مالا مال تھا اور بدیشیوں کی للچائی ہوئی نظریں اس پر پڑتی تھیں۔ چنانچہ یہ لالچ یہ کھوج رنگ لائی۔ انگریز ہمارے دیش میں تجارت کے بہانے آئے اور انھوں نے اس پر قبضہ کر لیا کیسے کیا یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ جب انگریزوں نے قبضہ کیا تو انھوں نے بجائے پکّے مال کے کچّا مال باہر بھیجنا شروع کیا اور اپنی مشینی چیزوں کی کھپت یہاں شروع کی۔ نئی نئی مشین کی بنی ہوئی چیزوں کی مانگ زیادہ اور قیمت کم ہونے لگی اور ہماری گھریلو دستکاریوں پر بہت بُرا اثر پڑا۔ ہمارے کلاکاروں کی زندگیوں میں اندھیرا چھا گیا۔ انگریزوں نے ان چھوٹی چھوٹی فن کاریوں کو یک قلم ختم کر دیا اور ان کے بجائے بڑے پیمانے کے کارخانے اور فیکٹریوں کی بنیاد ڈالی اور اس طرح بازار میں مشین ہی مشین کا راج ہو گیا۔ اور ان دستکاریوں میں بہت سی جو چھوٹی موٹی تھیں وہ تو اُجڑ گئیں اور جو باقی رہیں ان کی بھی قدردانی اور قیمت ختم ہو گئی اور ان کا خاتمہ بھی نزدیک ہی

آگیا۔ کیونکہ اب وہ باہری ملکوں کو ۔۔۔ بھی کم بھیجی جانے لگیں انگریزوں نے ان کی تجارت پر بھی پابندی لگادی تھی۔

مگر اس کے تو سبھی قائل ہیں کہ ہر کمال کو زوال اور ہر زوال کو کمال ہے چنانچہ دستکاری کے زوال کو بھی کمال آیا جو آپ کو آگے معلوم ہوگا۔

"نئی زندگی"

سنہ ۱۹۴۷ء میں جب ہمارا ملک آزاد ہوا تو اور بہت سے مسئلوں اور مشکلوں کے ساتھ ساتھ حکومت کے سامنے مٹتی ہوئی دستکاری کا بھی مسئلہ تھا کہ کس طرح اسے ختم ہونے سے بچایا جائے اور بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنے اور اسے بازار میں پیش کرنے کے قابل بنایا جائے۔!

اس میں بہت سی مشکلیں تھیں کیونکہ کلاکاروں کی کوئی انجمن نہیں تھی کوئی خاص جگہ نہیں تھی وہ دور دراز دیہاتوں اور گمنام جگہوں پر پڑے تھے ان کو ڈھونڈھ نکالنا بھی آسان کام نہیں تھا اس کے لئے دیہاتوں اور گاؤں کا دورہ کر کے ان کی چھان بین کی گئی۔ کہیں کہیں دستکاری کسی ایک خاندان کا ورثہ تھا اور اس خاندان میں ایک آدھ ہی ان کا نام لیوا موجود تھا۔ مانا کہ ملک میں لاکھوں کی تعداد میں دستکار موجود ہیں ان کا پتہ چلانا اور ان کو اکٹھا کرنا مشکل کام تھا۔

اس لئے اس کام کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا نام

اکھل بھارتیہ ہست کلا سمیتی' رکھا گیا اور اس کے ذمے بہت سے کام رکھے گئے جن میں سے خاص خاص یہ ہیں۔ سرکار کو دستکاریوں کے مسئلے پر صلاح مشورہ دینا۔ اور دستکاری کی نمائش اور بڑھوتری کس طرح کی جائے۔ باہری ملکوں میں ان کی مانگ کیسے بڑھے۔

ہست کلا سمیتی' نے کہا کہ پہلے تو ملک میں پائی جانے والی چیزوں کے حالات اور کام کرنے کے طریقے پر غور کر کے چھوٹے پیمانے پر ہونے والی دستکاریوں کو بڑے پیمانے پر شروع کرانا چاہیئے اور دستکاروں کو ہر طرح کی مدد ملنا چاہیئے اور ان باتوں پر غور کیا جائے کہ......

۱۔ دستکاری کے سینٹر قائم کئے جائیں۔

۲۔ دستکاری کی باقاعدہ نمائش اور اشتہار بازی کا اِنتظام کیا جائے۔

۳۔ کلاکاروں کو اکٹھا کیا جائے اور ان کے لئے ممکن سہولتیں دی جائیں۔

۴۔ اُن کی محنت کا پورا معاوضہ ادا کیا جائے۔

۵۔ دستکاری کی چیزوں کا معیار اونچا کیا جائے تاکہ باہری

ملکوں میں اس کی قدر ہو سکے ۔
۶۔ پرانے ڈزائنوں کے علاوہ نئے طریقے اور ڈزائن ایجاد کئے جائیں ۔
۷۔ آمدنی کا پورا حساب و کتاب رکھا جائے ۔
۸۔ دستکاروں اور چھوٹے موٹے پیمانے پر دستکاری کی تجارت کرنے والوں کو سرکار کی طرف سے قرض دیا جائے
۹۔ دستکاری کے میوزیم بنائے جائیں ۔
۱۰۔ دستکاروں کی کواپریٹو سوسائٹی بنائی جائے ۔
۱۱۔ بازار کا بھاؤ مقرر کیا جائے ۔

چنانچہ ان ساری باتوں پر عمل کیا گیا اور بورڈ کی ہر ہدایت پوری کی گئی جس کے نتیجے میں بازار کے بھاؤ کی دیکھ بھال کرنے اور قیمت مقرر کرنے اور باہری ملکوں کو مال بھیجنے کے لئے خاص انتظام کیا گیا ۔ کوآپریٹو سوسائٹی بنائی گئی ۔ کوئی سنٹرل امپوریم اور سیلس ڈپو دیش میں کھولے گئے اور ہمارے ملک کے تقریباً ہر شہر میں دستکاری کے امپوزیم ہیں جیسے دلی ، بمبئی ، کلکتہ ، مدراس ، جے پور ، گوالیار ، اندور ، کالم پونگ ، اجمیر ، گیا ، جودھپور ، بنگلور ، منگلور ، گلبرگہ ، پٹیالہ ، ہوڑہ ، کٹک ، لکھنؤ ، اورنگ آباد ، تریوندرم ، کوئمبٹور ، سری نگر کشمیر ، ماؤنٹ آبو ، اودے پور ۔

ملا د و غیرہ و غیرہ ۔ اور ان امپوریم وغیرہ کی سالانہ آمدنی تقریباً دو کروڑ روپئے ہے ۔ اپنے دیش کے علاوہ باہر ملکوں میں بھی دستکاری کی نمائش گاہیں کھولی گئی ہیں جیسے امریکہ، روس، کناڈا، افریقہ، دکھنی ایشیا وغیرہ ۔ امپوریم کے ساتھ ساتھ دستکاریوں کی ٹریننگ کے لئے بھی کھولے گئے ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں ۔

١۔ ٹریننگ سنٹر اِن ڈالس میکنگ ۔ بمبئی

٢۔ ڈولپمنٹ سنٹر آف کاٹن اینڈ سلک ساریز ۔ کانچی پورم ۔

٣۔ ،، ،، فار بروکیڈ ویونگ ۔ سورت

٤۔ سنگیت ودیالے ۔ مدراس

٥۔ ڈزائن ڈولپمنٹ سنٹر ۔ دِلّی، بنگلور، کلکتہ اور بمبئی ۔
٨

٩۔ ڈولپمنٹ سنٹر فار قلم کاری آرٹ ۔ کلا ہستی

١٠۔ ،، ،، ،، فار وال اینڈ وال پینٹنگ بنارس

١١۔ ڈولپمنٹ سنٹر فار وال اور پاٹ پینٹنگ ۔ بنارس

١٢۔ ،، ،، ،، فار لیکر ویر ۔ جوناگڈھ

١٣۔ ،، ،، ،، پاٹری کرافٹ ۔ بمبئی

اسی طرح کے بہت سے ٹریننگ سنٹر کھولے گئے جہاں دستکاروں کو ان کی کلا کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ ٹریننگ سنٹر اس لئے کھولے

گئے کہ بعض دستکاریاں بہت خراب حالت میں تھیں ان سب دستکاریوں پر غور کر کے ان دستکاریوں کو فوراً مدد دی گئی کیونکہ یہ دستکاریاں خطرے میں تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ برتن بنانا
۲۔ چٹائی بنانا۔ بانس اور پیال گھاس وغیرہ کی چیزیں بنانا۔
۳۔ کھلونے وغیرہ بنانا
۴۔ ہاتھ سے چھپائی کے کپڑے
۵۔ ایک خاص بورڈ اون کی ترقی کے لئے بنایا گیا۔

اِن سب باتوں پر بورڈ کے اپنے جانکاروں سے سوچ وچار کیا اور ان کو فوراً مدد پہنچائی۔

ڈزائن سنٹر بھی کھولے گئے ان کی کچھ جگہیں یہ ہیں۔ جیپور سری نگر کشمیر، اور پوری وغیرہ۔ ایک دستکاری کا نیشنل میوزیم دِلی میں کھولا گیا۔ اس کے علاوہ ان دستکاریوں کو بھی بڑھاوا دیا گیا۔

۱۔ دھات کی سجاوٹ کی چیزیں
۲۔ لکڑی کی کھدائی کی چیزیں
۳۔ پیپر میشی اور لیکر کا کام

۴- شال کشیدہ کاری
۵- ہاتھی دانت اور سپنگ کا کام
۶- زری کا کام
۷- زیورات
۸- بروکیڈ اور ہمرو
۹- بدری کام
۱۰- قالین اور دریاں وغیرہ۔

اس کے علاوہ آل انڈیا ہینڈی کرافٹس بورڈ ہر طرح دستکاروں کی مدد کر رہا ہے اور ہمارے دم توڑتے ہوئے دستکاری کے فن میں پھر سے نئی جان آ گئی ہے۔ مرجھائے ہوئے پھولوں پر پھر سے بہار مسکرا اٹھی ہے اور ہماری دستکاری ایک نئی اُمنگ اور نئے جیون کے جوش و خروش کے ساتھ چمک رہی ہے۔

دوسرا باب

"ہماری دستکاریاں"

ہماری دستکاریوں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ ہم باری باری ہر ایک کے بارے میں پوری تفصیل سے بتائیں گے۔ سب سے پہلے ہم ٹکسٹائل کو لے لیتے ہیں۔ بھارت جیسے کہ خود ایک پھولوں سے بھری پھلواری کی طرح ہے اسی لئے اسے رنگوں سے بہت پریم ہے پہلے زمانے میں پھولوں کی پتیوں اور چھال وغیرہ سے رنگ نکال کر رنگتے تھے۔ ان میں کسم، ہار سنگار، ہلدی وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا۔ پھر چھاپوں کا استعمال شروع ہوا یہ کام مشکل اور محنت کا ضرور تھا کیونکہ لکڑی کے چھاپے بنا کر اس پر رنگ لگا کر کپڑے پر چھاپتے تھے۔ لیکن اس کی سندرتا اور قدردانی اس محنت کا بدلہ تھی اسی لئے چھپے ہوئے ہندوستانی کپڑے ہمیشہ سے بھارت کی خصوصیت رہے ہیں۔ آج ہی نہیں پہلے بھی روم، چین اور یورپ کے ملکوں میں اس کی بڑی

مانگ رہی ہے۔ یہ کالی کٹ اور کیمبے کے بندرگاہوں سے وہاں بھیجا جاتا تھا (یہ کالی کٹ اب کازی کوڈ کہلاتا ہے) مشہور وانسیب سیاح بربیز جو کہ مغلوں کے زمانے میں ہندوستان آیا اس نے بھی ہاتھ سے چھپے ہوئے کپڑوں کی تعریف کی ہے جو کہ مسولی پٹم میں چھپتے تھے۔

ہاتھ سے کپڑوں پر رنگائی اور چھپائی کا کام زیادہ تر مدراس اُتر پردیش، راجستھان، بمبئی، بنگال اور جے پور میں ہوتا ہے۔ جے پور کی چھپائی کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وہ کپڑے کے اُلٹی طرف بھی چھاپتے ہیں، اس طرح کپڑے کے اُلٹے اور سیدھے رُخ میں کوئی فرق نہیں ہوتا دونوں رُخ ویسے ہی چمکیلے ہوتے ہیں۔ اس چھپائی کی ایک خاص قسم ہے جو سب سے الگ ہے یہ کلا ہستی کی قلم کاری ہے!

قلم کاری

یہ بھی بہت پرانی کلا ہے کپڑے پر ہاتھ سے رامائین وغیرہ کے سین بناتے ہیں یہ رنگنے کا طریقہ اور قلم کاری کے طریقوں بالکل الگ ہے مسولی پٹم اور تنجور وغیرہ کی قلم کاری اس سے

بالکل نہیں ملتی کلا ہستی کی قلم کاری اپنی نئی انوکھی ترکیب لئے ہوئے ہے۔ اِکلا ہستی کی قلمکاری اپنے ان ہاتھ سے چھاپے ہوئے کپڑوں کے لئے مشہور تھی جن پر مندر بنائے جاتے تھے یا راما ئن کا کوئی سین بنا ہوتا تھا یا سنسکرت کے کسی اشلوک کی تصویر بنی ہوتی تھی یہ تصویر اس قدر صاف اور باریک بنی ہوتی تھیں کہ گہنے کا ایک ایک جڑاؤ اور لباس کی ہر شکن صاف دکھائی دیتی تھی۔ قلم کاری کے سندر شوخ رنگ اور انوکھے سین دیکھنے والے کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ یہ کلا بھی کافی مٹ چکی تھی مگر بورڈ نے اس کو سنبھال لیا ۱۹۵۷ء میں قلمکاری کی ٹریننگ کے ایک ٹریننگ سنٹر کھولا گیا جس میں ٹریننگ پانے والوں کو وظیفہ بھی دیا جاتا ہے!

بورڈ کا مطلب اس کلا کو بڑھانا اور لوگوں میں پھیلانا ہے تاکہ اس دستکاری کو بھی لوگ جانیں اور یہ پھولے پھلے۔ پہلے تو قلم کاری میں صرف مندر وغیرہ ہی بنائے جاتے تھے لیکن اب اس کو بہت سے طریقوں سے استعمال کیا جا رہا ہے پہلے قلم کاری صرف "گوڈا" کپڑے پر ہوتی تھی لیکن اب کھدّر پر بھی ہوتی ہے۔ اور اس کی بہت چیزیں بننے لگی ہیں جو روز

کے کاموں میں آتی ہیں اور جنتا کے خرید کے بس کی بھی ہیں جیسے چھوٹے ٹکڑے جو دیوار پر سجانے کے کام میں آتے ہیں، کھڑکی کے پردے میز پوش وغیرہ ۔!

جتنی چیزیں تیار ہوتی ہیں وہ فوراً بِک جاتی ہیں۔ قلم کاری کی چیزوں کی ایک نمائش بھی ہوئی جس کو اپنے دیش کے علاوہ باہری دیش والوں نے بہت سراہا ۔!

پٹولہ

ایک خاص چھپے ہوئے ریشمی کپڑے کو پٹولہ کہتے ہیں پٹولہ بُن کر نہیں چھاپا جاتا ہے بلکہ پہلے سے دھاگہ رنگ کر اس کی بُنائی میں ڈیزائن بناتے ہیں۔ یہ بہت مشکل اور باریک کام ہے پٹولہ سینکڑوں برس پہلے باہری ملکوں میں بہت پسند کیا جاتا تھا۔ کارواں پٹولہ لے کر روم، سمرقند، بخارا، بغداد اور بصرہ جایا کرتے تھے۔ پہلے تو یہ بہت کم ملتا تھا مگر اب سرکار نے اُسے بہت بڑھایا ہے ۔! اب اس کی ساریاں پلنگ پوش، پردے اور دوسری چیزیں ملنے لگی ہیں۔ یہ تنجور، میسور، ترچنا پلّی نیپال وغیرہ میں بنا جاتا ہے ۔

بندھنی چھپائی

راجستھان کی خاص چھپائی "بندھنی" ہے۔ اس میں کپڑے کو ڈوریوں اور لاکھ۔ موم وغیرہ سے گرہیں لگاکر ڈیزائن بناتے ہیں پھر اس کو رنگتے ہیں۔ رنگ سوکھ جانے پر۔ بندھن کھول دیتے ہیں۔ یہ بندھن سفید سفید بوٹوں سے پیارے پیارے ڈیزائن بنا دیتے ہیں۔ اس بندھنی کی ساریاں، دوپٹے، سکارف، گھاگھرے بلاؤز وغیرہ بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ چھپائی کی چیزیں۔ ساریاں، پردے، گدّے، پلنگ پوش جمپر و قمیص کے کپڑے۔ اور بہت سی روز کے کام آنے والی چیزیں—!

یہ سب چیزیں ہلکے اور شوخ دونوں رنگوں میں ملتی ہیں

ہاتھ کے بُنے ہوئے کپڑے۔

ہاتھ سے کپڑا بُننے کی کلا بھارت میں لگ بھگ چار ہزار برس پرانی ہے بھارت کے بنے کپڑے ساری دنیا میں مشہور تھے اور ان کے نام بھی بہت شاعرانہ تھے۔ شبنم، آبِ رواں، شربتی ڈھاکے کی 'خاص ململ' اور بفت ہوا وغیرہ۔ ململ خاص کا تو پہلے ہی ذکر آچکا ہے۔! آب رواں کے لیے مشہور تھا کہ اگر ٹھہرے ہوئے

پانی میں بھی اس کو ڈال دیا جائے تو اس کا پتہ نہیں چلتا تھا اسی لئے اس کا نام آب رواں رکھا گیا، شبنم اگر اوس سے بھیگی ہوئی گھاس پر ڈال دی جاتی تو اس کے نیچے سے اوس ویسی ہی دکھائی دیتی تھی۔!

یہ چیزیں تو اب باقی نہیں رہیں مگر ان کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔ ہماری ان چیزوں کی تعریف اور ذکر بدیشی تاریخ لکھنے والوں نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ان سوتی کپڑوں کے علاوہ سِلک بھی بہت عمدہ تیار ہوتی تھی۔ سادے سوتی کپڑوں پر بیل بوٹے کی بُنائی بھی کیجاتی تھی جو زیادہ تر سنہرے تاروں سے کی جاتی تھی سنہرے روپہلے اور رنگین تاروں سے ساری کا آنچل بُنا جاتا تھا اِن میں پنّا ہزارہ بہت مشہور رہا۔

اتر پردیش کا تنزیب، علی گڑھ کا پنیا مبر، آگرے کا ناخونہ بہت مشہور رہے! پٹیالہ اور لُدھیانہ اپنے کھیس کے لئے اب بھی بہت مشہور ہیں۔ بڑھیا سوتی ساریاں سورت، دھروار، بھندرا، چندا، ناگپور میں بنائی جاتی ہیں۔!

سنیلا، پالمپور، اور پچن کپڑے نیلور اور دزیا گاچ میں بنائے جاتے ہیں اور بہت پسند کئے جاتے ہیں۔ راجستھان کا ہاتھ سے بُنا ہوا کپڑا ہنس بالیس بہت مشہور رہے۔

یہاں پچھلے کپڑوں میں مشروع، شنگھائی اور گلبدن وغیرہ بھی بہت پسند کئے جاتے تھے یہ کپڑے سوت اور ریشم دونوں کو ملا کر بُنے جاتے تھے۔!

بروکیڈ۔ یہ خاص حیدرآباد کی چیز ہے، سنہرے روپہلے تار اور ریشم کو ملا کر بُنا جاتا ہے۔ یہ خوبصورت ڈیزائن کے ساتھ ایسی دل پسند چمک رکھتا ہے کہ نظر ایک دفعہ جم کر ہٹنے کا نام نہیں لیتی۔ یہ قیمتی کپڑا ہوتا ہے اور شادی بیاہ کے موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔!

ہیرو۔ یہ بھی بروکیڈ کی ایک قسم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ سونے چاندی کے ساتھ سوتی تار بھی استعمال کرتے ہیں یہ بھی اپنی سُندرتا اور چمکیلے پن میں جواب نہیں رکھتا۔ روز کے پہننے میں یہ بھی کام نہیں آتا۔

کمخواب

یہ بنارس کی خاص چیز ہے۔ بروکیڈ کی سب سے اچھی قسم ہے۔ سونے چاندی اور ریشم کے تاروں کو ملا کر تیار ہوتا ہے بنارس میں اس کے کافی کارخانے ہیں جس میں "بورڈ" کی اطلاع کے مطابق ساٹھ ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ سونے

چاندی کے تار بنانے والے کارخانے اور ریشم بنانے والے کارخانے وغیرہ سب کو ملا کر بنارس کے کوئی سوا لاکھ آدمی دستکاری کے ذریعے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ کمخواب بننے کے ماہر کچھ خاص خاص خاندان ہیں جو نسل در نسل یہی کام کرتے چلے آتے ہیں وہی نئے ڈیزائن اور طریقے ایجاد کرتے ہیں ۔ اب تو کمخواب کئی طرح کا بُننے لگا ہے ۔ کمخواب کے علاوہ بنارس کی زری کی ساریاں رومال، سکارف، دوپٹے اور کاشی سلک مشہور ہیں بنارس کے علاوہ یہ دلّی، لکھنؤ، مرشد آباد، سورت، احمد آباد، بھوپال اور مدراس وغیرہ میں بھی بُنا جاتا ہے ۔!

اِن کپڑوں کی مانگ اپنے دیش کے علاوہ ان باہری ملکوں میں بھی بہت ہو جیسے سعودی عرب، ایران، عراق، مڈِل ایسٹ کے ملک، مصر، کویت، بحرین، امریکہ، کناڈا اور انگلینڈ وغیرہ ۔!

قالین، دریاں اور کمبل وغیرہ۔

قالین بنانا بھارت کی بہت پرانی کلا ہے ۔ مغلوں کے زمانے میں اِن چیزوں کا بہت رواج تھا ۔ بھارت کے قالین اپنے خوشنما رنگوں اور ڈیزائن کی وجہ سے بہت مشہور ہیں صرف

سُندرتا ہی نہیں بلکہ آسانی سے رکھے اٹھائے جانے کے لئے اور اپنی مضبوطی کے لئے بھی اس کا جواب نہیں یہ قالین بہت جگہوں پر بنتے ہیں۔ کشمیر۔ مرزاپور۔ بھدوئی۔ کمایوں۔ آگرہ سولی پٹنہ۔ جے پور۔ والاجپٹ۔ بنگلور اور رنگ آباد۔ بڑودہ بیجاپور۔ جے پور وغیرہ۔!

قالین طرح طرح کے رنگوں، ڈیزائنوں اور سائز کے بنتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنی پسند مل سکے سب سے زیادہ جس سائز کی مانگ ہے وہ ۱۲ × ۱۵ ہے اس کے علاوہ اور بہت سے سائز بنتے ہیں مرزاپور اور بھدوئی کے اونی قالین بہت مشہور ہیں اور ان کی تعریف بالکل ٹھیک ہوتی ہے۔ اور اِن قالین کے کارخانوں میں تقریباً نوے ۹۰ ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ ایک قالین بُننے میں عموماً پانچ آدمی لگتے ہیں اس کے علاوہ جو بننے کے علاوہ اس کے دوسرے کام کرتے ہیں ان کو بھی لے لیا جائے تو کوئی ایک لاکھ آدمی قالین بننے کا کام کرتے ہیں اپنے دیش کے علاوہ ان باہری ملکوں میں ہماری قالینوں کی بہت مانگ ہے جن کے نام یہ ہیں۔ آسٹریلیا، کناڈا، نیوزی لینڈ انگلینڈ، امریکہ، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، سوئزرلینڈ

بلجیم وغیرہ وغیرہ ــــ!

دریاں

یہ عموماً سوتی دھاری دار بنتی ہیں اور گدّے کے نیچے یا
گرمیوں میں بستر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ریشمی اور اونی
دریاں بھی بنتی ہیں ان کو پک نک دری اور دیوان کے اوپر غلاف
کی طرح بھی بچھایا جا سکتا ہے اِن شوخ رنگوں کی مِلاوٹ اور
پیٹربوں کی مسکراہٹ بہت بھلی لگتی ہے ان دریوں کو قالین کے
نیچے بھی بچھایا جاتا ہے تاکہ قالین خراب نہ ہو یہ بھی ہر سائز میں
ملتی ہیں اور ملک کے اندر و باہر ان کی بہت کھپت ہے باہری ملکوں
میں اِن ملکوں کے نام لئے جا سکتے ہیں جیسے انگلینڈ، امریکہ، آسٹریلیا، کویت،
کناڈا، سعودی عرب، ملایا، سنگاپور، جرمنی، ہانگ کانگ اور
برما وغیرہ ــــ!

نمدے، گبھے، اور غالیچے۔

یہ خصوصیت کشمیر کی ہے اور بہت پرانی روایتی کلا ہے
اب تو نمدے اور گبھے جودھپور، جے پور اور ہوشنگ آباد اور
ساگر میں بھی بننے لگے ہیں۔ یہ نمدے گبھے خالص ہندوستانی

مذاق کی چیز اور ہندوستانی طرز کے گھر کی سجاوٹ ہیں۔ نمدے
سوت اور اون کو ملا کر بُنتے ہیں اور بہت نرم بنائے جاتے ہیں
ان کا سائز جو ہر وقت تیار ملتا ہے وہ ۴ × ۶ ہے اسکے علاوہ
اپنی فرمائش پر اپنی پسند کے سائز کے بھی بنوائے جا سکتے ہیں
ان نمدوں کے اوپر کشیدہ کاری کھلے ہوئے چمن کی طرح رنگا رنگ
اور دل لبھاونی ہوتی ہے۔

گبھے ایک طرح کے پیوند کاری کے کام کے ہوتے ہیں طرح
طرح کے کمبل کے ٹکڑوں کو جوڑ کر ان پر کڑھائی سے سارے
جوڑ چھپا دیتے ہیں یا یوں کہئیے کہ کڑھائی کے ذریعے اِن ٹکڑوں
کو جوڑ کر انھیں اندر دھنش کی طرح رنگین اور سُندر
بنا دیتے ہیں۔

سادے غالیچے۔ ان پر زنجیری کشیدہ کاری کا کام ہوتا
ہے یہ اپنی کڑھائی کی ڈیزائنوں اور رنگوں کی وجہ سے کمرے
کی رونق بڑھاتے ہیں۔ اتنے سندر ہونے کے ساتھ یہ
بہت سَستے ہوتے ہیں اور ہر طرح استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ آتشدان
کے پاس نیچے زمین پر بھی بچھائے جا سکتے ہیں اور ڈرائنگ روم
کے بیچ میں بھی۔ بستر کے پاس یا اوپر بھی بچھائے جا سکتے ہیں اور

چھوٹے سائز کے دروازے کے سامنے پیروں کے رگڑنے کے لئے بھی رکھے جا سکتے ہیں یہ ہر سائز کے بکتے ہیں یہ زنجیری کڑھائی کشمیر کی خاص چیز ہے۔!

شال

ہماری اونی چیزوں میں شالیں سب سے زیادہ تعریف کے قابل ہیں۔ اونی شالیں بھی خاص کشمیر کا فن ہے یہ سب سے عمدہ اون پشمینے کی بنتی ہیں یہ اون بیحد ملائم ہوتا ہے یہ شالیں دنیا میں سب سے اوّل درجے کی سمجھی جاتی ہیں ان کے کئی سائز ہوتے ہیں۔ اِن کو چھونے سے ایسا لگتا ہے جیسے فاختہ کے نرم نرم روئیں کو چھُو رہے ہوں۔ ان شالوں پر کئی طرح کی کشیدہ کاری ہوتی ہے اونی، سوتی اور سنہری روپہلی تاروں سے بھی بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ جاڑوں کی ٹھنڈی خوشگوار شاموں میں جب کوئی کشمیر کی کالی شال اوڑھ کر نکلتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کالی رات میں تارے چمک اٹھے ہیں اور نرم نرم پشمینے کی گرمی پیار کی گرمی جیسی ہوتی ہے جو ٹھنڈے جسم اور دل کو اپنی گرمی سے بھردیتی ہے اور اوڑھنے والا سردی کی تکلیف بھول اس کی سندرتا اورگرمی سے خوش ہوکر مسکرانے لگتا ہے۔ یہ باہری ملکوں میں

بہت پسند کی جاتی ہے خاص کر یورپ کے سارے دیش اسکے دیوانے ہیں۔ ان شالوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں جیسے دوشالہ۔ قصابہ —

دُوشالہ — یہ دھری شال ہوتی ہے اور سائز بھی بڑا ہوتا ہے یہ اکبر بادشاہ کی ایجاد تھی اس نے اکہری شال کے بدلے دو شالوں کو ملاکر اوڑھا اور اس کا نام دوشالہ رکھا۔

قصابہ — یہ ایک چوکور رومال ہوتا ہے جسے سر پر باندھتے ہیں یہ سادے بھی ہوتے ہیں اور ان پر کشیدہ کاری کا کام بھی ہوتا ہے۔ اون کا ایک خاص کپڑا بھی بُنا جاتا تھا جسے جامے دار کہتے تھے اُس پر بوٹیاں بھی بنائی جاتی تھیں۔

نمدے، شال، قالین، قصابے اور غالیچے وغیرہ ان ملکوں میں بھیجی جاتی ہیں جہاں ان کی بہت مانگ ہے۔ امریکہ، انگلینڈ، سعودی عرب، ملایا، سنگاپور، کناڈا، جرمنی، آسٹریلیا، ہانگ کانگ، کویت اور برما وغیرہ۔

''کشیدہ کاری''

کشیدہ کاری کا کام عموماً گھریلو کلا مانا گیا ہے اور خاص کر عورتوں کے فرصت کے وقت کا مصرف سمجھا گیا ہے لیکن اس کا ملک کے مالی

مسئلے میں کتنا ہاتھ ہے اس پر بعد میں غور کیا گیا ۔ ہر جگہ کی کشیدہ کاری اس جگہ کے ماحول اور لوگوں کے رہن سہن سے متأثر ہوتی ہے۔ کشیدہ کاری کتنی پرانی ہے اس کا اس بات سے پتہ چل جائے گا کہ ویدوں میں بھی جہاں یاجر کا ذکر ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی سونے چاندی کے تاروں کی کڑھائی کا رواج تھا۔ گویا کشیدہ کاری ہماری تہذیب اور معاشرت میں داخل رہی ہے۔ کالی داس نے اپنے ڈراموں میں جہاں کرداروں کے لباس کا ذکر کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں کشیدہ کاری کی کلا اپنے پورے شباب پر تھی۔

دوسری کلاؤں کی طرح کشیدہ کاری بھی ہر جگہ کی معاشرت تہذیب اور رہن سہن کو دکھاتی ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ قوم نے کتنی ترقی کی اور باوجودیکہ بھارت کے ہر صوبے کی زبان اور رہن سہن الگ الگ اور فرق فرق ہے لیکن کلا پریمی سب ہی ہیں اور اسی کلا کے ذریعہ ہمیں سب کی ایکتا کا پتہ چلتا ہے۔

کشمیر کی کشیدہ کاری :۔ کشمیر بھارت کا سورگ کہلاتا ہے برف سے ڈھکی ہوئی سفید پہاڑوں کی چوٹیاں نیلا نیلا آسمان اور پھولوں پھلوں سے بھری ہوئی وادی کشمیر سچ مچ زمین پر جنت کی طرح سندر ہے

جو زمین اتنی سُندر ہے اس زمین پر جنم لینے والے بھی اس کے پھولوں کی طرح خوبصورت ہیں اور ویسا ہی کام بھی کرتے ہیں جیساکہ سُندر ہاتھوں سے امید کی جا سکتی ہے۔ کشمیر کی کشیدہ کاری میں وہاں کی سُندرتا کی بہت جھلک ہے۔ ان کے پھولوں اور تتلیوں کا رنگ ان کے کام میں بھی نظر آتا ہے۔ برف کی سپیدی اور جھیل کے گہرے سبز پانی اور خوبانی کے پیڑوں پر گاتی ہوئی چڑیوں نے کشیدہ کرنے والوں پر گہرا اثر ڈالا ہے اور انھوں نے اسی ہنستی ہوئی خوبصورت فطرت کی تصویر اپنی کشیدہ کاری میں بنائی ہے۔ کشمیری کشیدہ کاری کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ کشیدہ۔ یہ کام شالوں پر ہوتا ہے جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں

۲۔ گبھے اور نمدے کی کشیدہ کاری۔ اِسکا بھی ذکر پہلے آچکا ہے۔

۳۔ رفوگری۔ یہ کشیدہ کاری زیادہ تر اسکارف، پٹو وغیرہ پہ ہوتی ہے اور یہ سستے بھی ہوتے ہیں۔ رفوگری کے ڈیزائن سادہ مگر دِل کش ہوتے ہیں۔

۴۔ زنجیری کشیدہ کاری۔ چھوٹی چھوٹی زنجیروں کی شکل کی یہ کشیدہ کاری کشمیر کے پھولوں کی طرح رنگ برنگی ہے۔ یہ کڑھائی قالین، نمدے، گبھے، بیگ، اسکرین اور گدّے کے غلاف پر بھی کی جاتی

ہے ۔ ان کے علاوہ ریشمی اُونی سوتی کپڑوں پر بھی کی جاتی ہے ۔

کشیدہ کاروں کی زیادہ تعداد سری نگر میں رہتی ہے اور اپنے وطن کی سُندرتا کشیدہ کاری کے ذریعہ دنیا کے ہر حصہ کو پہنچاتی رہتی ہے ۔

پنجاب کی پھلکاری ___ پنجاب اپنی کڑھائی پھلکاری کیلئے مشہور ہے یہ کلا اُن جاٹوں کی ہے جو پنجاب کے کچھ حصوں میں بسے ہوئے ہیں اور ایک سادہ محنت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس پھلکاری کی جھلک راجستھان میں بھی ملتی ہے جہاں جاٹ پہنچ گئے ہیں ان کے یہاں رسم تھی کہ جب لڑکی پیدا ہوتی اُسی وقت سے ماں اس کے جہیز میں دینے کے لئے پھلکاری کا کام جمع کرنا شروع کر دیتی تاکہ اس وقت بیٹی کو اپنی کلا کا بہترین نمونہ پیش کر سکے پھلکاری عموماً سادے رنگین کھدّر کے کپڑوں پر بنتی ہے اور اپنے نام کی طرح پھولوں کی ہنسی لئے ہوتی ہے ۔ پھلکاری کی کچھ اور قسمیں ہیں جنھیں باگ اور چوب کہتے ہیں ۔ باگ کی بھی قسمیں ہوتی ہیں جیسے ککری باگ اور رمرج باگ ۔ ان میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے ۔

بھارت سرکار نے ساری کلاؤں کو پھر سے اُجاگر کیا ہے

ورنہ پھلکاری تقریباً ہٹ چکی تھی ۔ اب پھر اس کا کافی رواج
ہو چکا ہے ۔

چمبا رومال ـــ چمبا کے رومال اپنے کڑھائی کے لئے مشہور
ہیں ان پر رام لیلا کی کہانیاں اور راگ راگنیوں کی تصویریں کاڑھی
جاتی ہیں یہ باقاعدہ سینری اور آدمی کی تصویروں کیسا تھ
کڑھائی ہوتی ہے جن سے پوری بات یا کہانی کا پتہ چلتا ہے ۔

سندھ ۔ کچھ ۔ کاٹھیاوار ـــ سندھ کی کشیدہ کاری بلوچستان اور
پنجاب سے متاثر ہے ۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ کانچ کی کڑھائی
سے کام لیتے ہیں اور سادے کپڑوں پر رنگین دھاگوں سے کاڑھتے
ہیں ۔

کچھ بھی سندھی کڑھائی اور زنجیری کشیدہ کاری سے ملتی
جلتی چیز ہے ۔

کاٹھیاوار ـــ یہاں کی کڑھائی میں زنجیری، جھالری اور
رفوگری کی کشیدہ کاری شامل ہے بہت سے چھوٹے ٹکڑوں کو
ملاکر کوئی لباس بناتے ہیں جو کہ خوبصورت اور استعمال کے
قابل ہوتا ہے ۔

کرناٹک ـــ یہاں کی کشیدہ کاری، کسوتی ہوتی ہے، اسمیں

اُلٹی کرڑھائی سیدھی کرڑھائی اُلٹی پلٹی سبھی طریقے استعمال ہوتے ہیں-
اس کرڑھائی کی بنیاد مذہبی کہانیوں پر ہوتی ہے جیسے۔ نندی-
تلسی۔ اور دوسری مذہبی کہانیوں کی چیزیں۔ جیسے ہاتھی، مور
طوطا وغیرہ۔ یہی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ اور کرڑھائی کا کپڑا گہرے
رنگ کا ہاتھ کا بُنا ہوا سادہ ہوتا ہے۔

لکھنؤ۔ یہاں کا چکن کا کام اپنی باریکی اور خوبصورتی کے لئے
بہت مشہور ہے چکن کا کام زیادہ تر سپید باریک کپڑے پر ہوتا
ہے۔ سپید باریک چکن، وائل، تنزیب اور ململ پر یہ کشیدہ
کاری ہوتی ہے اور یہ فن لکھنؤ مسلم پردہ کرنے والی عورتوں
کی خاص کلا ہے جہاں پورا پورا کنبہ "چکن" کے کام کے سہارے
زندگی بسر کرتا ہے کہا جاتا ہے کہ چکن کا کام ایسٹ بنگال سے
لکھنؤ آیا اور اودھ کے عیش پسند نوابوں نے اسے بہت پسند کیا
اور اس کام نے بہت ترقی کی اب تو یہ کام لکھنؤ کی خصوصیت بن
گیا ہے۔ اس کام کی مختلف کرڑھائی ہوتی ہے جس کے الگ الگ
نام ہیں جیسے۔

۱۔ تیپچی۔ یہ چھوٹے چھوٹے سیدھے ٹانکے ہوتے ہیں جو ڈیزائن
پر پہلے گو یا سرحد بنانے کے لئے ہوتے ہیں۔ کپڑے کے اوپر پنسل

سے ڈیزائن بنا دیئے جاتے ہیں اور ان کے اوپر کڑھائی ہوتی ہے۔
بخیہ۔ یہ ٹانکا کپڑے کے الٹی طرف سے اٹھایا جاتا ہے
تاکہ دوسری طرف بہت مہین سی لکیر نکلتی چلی آئے اور اس کو
ساٹن ٹانکا بھی کہتے ہیں۔

مرّی۔ یہ چاول کی شکل کا ٹانکا ہوتا ہے پہلے ایک سیدھا
پھندا لیتے ہیں پھر اس پر مہین مہین برابر کی گرہیں ڈالتے چلے
جاتے ہیں جس سے وہ بالکل چاول کا دانہ سا بن جاتا ہے۔!

پھندا۔ یہ مرّی سے بھی چھوٹا ٹانکا لیا جاتا ہے اس کی
گرہیں مرّی سے بھی چھوٹی ہوتی ہیں اس سے پتیوں کی شکل
ڈیزائن میں بناتے ہیں۔

جالی۔ کپڑے میں سوئی سے چھید سا کر کے اس کو مڑھتے
ہیں چھید کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کاٹتے ہیں بلکہ سوئی
ہی سے کپڑے کا تانا بانا ذرا کھسکا کر کنارے پر کاج کی کڑھائی
کے سے پھندے اٹھاتے ہیں اور جالی بنتی جاتی ہے۔

چکن کا کام اکثر لیس بنانے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ یہ کام
حیدرآباد اور دِلّی میں بھی ہوتا ہے۔ چکن کا کام ساریوں
دوپٹے، رومال، پردے، کھانے کی میز کے رومال، ٹرے پر
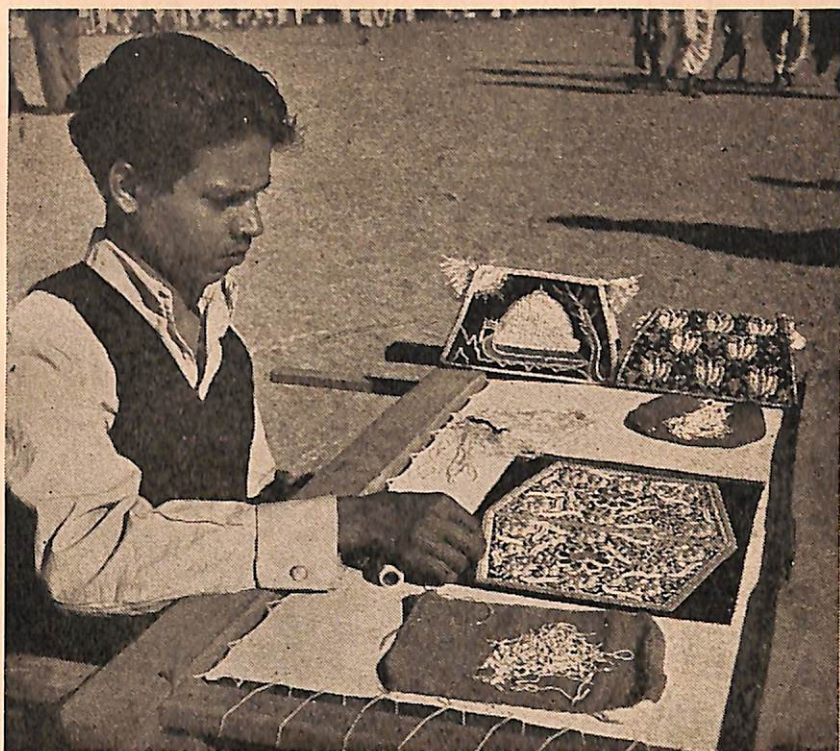
بھوپال کا ایک زَرِدوزی کا کام کرنے وَالا سامنے فریم پر لگائے اَپنے کام میں مشغول ہے۔ دَو بٹوے تیاّر رکھے ہیں جن پر زَردوزِی کا قیمتی کام جگمگا رہا ہے۔!

بچھانے کے کپڑے، ڈھکنے کی ٹی کوزی اور میز پوش وغیرہ پر ہوتا ہے چکن کا کام گیا اور بہار میں بھی ہوتا ہے۔

بنگال۔ کنٹھا یہ بے کار کپڑے کے ٹکڑوں کو ملا کر بناتے ہیں۔ کڑھائی ایک سرے سے شروع ہو کر گول گول دائروں کی شکل میں ختم ہوتی ہے۔ اس کڑھائی کی باریکی اور خوبصورتی قابل تعریف ہے۔

زردوزی کا کام۔ یہ کام بھی مغلوں کے زمانے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ کام ساٹن اور مخمل پر کیا جاتا ہے۔ سلمیٰ ستارے کو لیکر سوئی دھاگے کی مدد سے بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں پھولوں کے علاوہ چڑیاں، جانور دریا اور پودے وغیرہ بھی بنتے ہیں۔ یہ کام ساری، بلاوز، بٹوے، چپل اور پٹیوں وغیرہ پر کرتے ہیں اسکی پھول پتیاں وغیرہ سب ابھری ہوئی بنتی ہیں اسے بھرت کا کام بھی کہتے ہیں۔

سورت۔ سورت کا کارچوبی کا کام بھی زردوزی سے ملتا ہے اسے ریشمی بھرت کا کام بھی کہتے ہیں اس میں سلمے کے نیچے دفتی کے ٹکڑے کپڑے پر لگا کر کاڑھتے ہیں تاکہ پھول پتی ابھری ہوئی نظر آئے۔

کامدانی کا کام۔ اس کام میں تار استعمال ہوتے ہیں یہ سونے چاندی کے تار ہوتے ہیں عموماً چاندی کے تار پر سونے کا پانی چڑھاتے ہیں یہ تار بنانا بھی الگ ایک فن ہے۔ اسے کلا بتو کہتے ہیں یہ تار چاندی کے ایک چوڑے تار پر سونے کا پانی چڑھاتے ہیں اور اس تار کو گرم کر کے کھینچتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ اکثر بال جیسا باریک ہو جاتا ہے ـــ کامدانی کا کام مہین کپڑوں پر ہوتا ہے ریشمی اور سوتی دونوں کپڑوں پر ہوتا ہے۔ سوئی میں تار ڈال کر مہین گول گول فردیاں بناتے ہیں۔ فردی چھوٹے چھوٹے نقطوں کی شکل میں بنتی ہے اس کے علاوہ بیلیں وغیرہ بھی بنائی جاتی ہیں لیکن نیلے دوپٹے پر فردی ایسی لگتی ہے جیسے تارے چمک رہے ہوں۔

بادلے کا کام۔ یہ کام بھی کامدانی کا سا ہوتا ہے گجرات میں اسے بادلے کا کام کہتے ہیں۔ اس میں کئی طرح کے تار وغیرہ آتے ہیں جیسے چالک یا کسب، یہ موٹا تار ہوتا ہے اور بہت چمکیلا ہوتا ہے۔ سلمو، تلی، پھلیا، بدلن اور ڈوری بھی سب بادلہ کی قسمیں ہیں۔

کامدانی اور بادلے کا کام ساری دوپٹوں۔ جمپر

ط ۱:۔ زردوزی کی مخملی ٹوپی۔

ط ۲:۔ لیس کام کی بنی ہوئی نازک ٹِرے پوش۔

کے علاوہ اور بہت سی چیزوں پر ہوتا ہے۔!

سیپ اور موتی کا کام۔ چھوٹی چھوٹی اور شیشے کو موتیوں کو سوئی دھاگے کی مدد سے ریشمی کپڑوں پر ٹانکتے ہیں ٹانکنے میں طرح طرح کے ڈیزائن اور پھول پتیاں بناتے ہیں یہ کام ساریوں اور بلاوز دوپٹہ کے علاوہ اور بھی کئی چیزوں پر ہوتا ہے۔

لیس کا کام

لیس یا جھالریں بنانے کا کام دکنی بھارت کی خصوصیت ہے کہا جاتا ہے کہ یہ کام گوداوری ڈیلٹا سے ادھر آیا اور کچھ چار چھ ڈیزائن اب سے سینکڑوں برس پہلے آئے تھے کہا جاتا ہے کہ یہ لیس کا کام ۱۸۶۲ء میں سکاٹ لینڈ سے کسی آرٹسٹ کے ذریعہ یہاں پھیلا۔

اب دو تین سو ڈیزائن لیس کے کام کے بنتے ہیں اور یہ کام نرساپور میں بہت عمدہ ہوتا ہے اس کام کی مانگ باہری ملک جیسے امریکہ، انگلینڈ، آسٹریلیا اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں ہے اور اسے بہت پسند کیا جاتا ہے اور ہر سال لاکھوں

روپیے کا مال ان ملکوں کو بھیجا جاتا ہے! لیس کے کام سے میز پوش، میز پر رکھنے کی ہر طرح کی چٹائیاں۔ کشتی میں بچھانے کے کپڑے، بستر پر ڈالنے کی چادریں بنتی ہیں ان کے علاوہ پیٹی کوٹ، فراک، جمپر اور ساری میں لگانے کے لئے بیلیں بنتی ہیں۔

کھانے کے برتنوں کے لئے لیس کام کی چیزیں اور سنگھار میز اور ڈرائنگ روم کی میز پر بچھانے کے لئے لیس کی بڑی خوبصورت چیزیں بنتی ہیں اس میں ایک معمولی سی کروشیا اور دھاگہ استعمال ہوتا ہے جس سے ہر چیز بن جاتی ہے یہ کام بھی زیادہ تر عورتیں ہی کرتی ہیں!

دھات کی چیزیں

۱ سونے چاندی کی چیزیں
۲ بدری کام کی چیزیں
۳ فلی گری کے کام کی چیزیں
۴ پیتل اور تانبے کی چیزیں
۵ زیورات

سونے چاندی کی چیزیں۔

سونے چاندی کا کام بھارت میں پچاس برس قبل عیسیٰ بتایا جاتا ہے۔ "رگ وید" میں بھی سونے کے پیالوں کا ذکر آیا ہے اور سونے کی صراحی کا بھی۔ اگر یہ کام بھی مغلوں کے زمانے میں بہت بڑھا۔ سب سے اچھا کام پنجاب اور کشمیر میں ہوتا ہے۔ کشمیر کی چاندی کی پلیٹ بہت مشہور ہے۔ اب یہ کام لکھنؤ، جے پور، بنگلور، اور گجرات میں بھی ہوتا ہے۔ کوکونڈا اور ترچراپلی میں پیالے اور گلاب پاش بہت اچھے بنتے ہیں لکھنؤ کی صراحی کشمیر سے بہت ملتی جلتی ہے مدراس اور تنجور میں مورتیاں چاندی سونا اور تانبہ ملا کر بنتی ہیں "سوامی کام" ان مورتیوں پر بہت عمدہ ہوتا ہے کچھ اور پونا اور بڑودہ

میں بھی یہ کام ہوتا ہے۔ بڑودہ میں لکڑی کے برتن پر کٹائی کرکے
اُس میں چاندی اور تانبہ جڑتے ہیں کلکتہ میں اسی طرح جنگل
اور قدرتی سین وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ کشمیر اور مدراس
رپسو کا کام بھی بہت اچھا ہوتا ہے پہلے برتن کو گوندا اور تیل
وغیرہ سے بھر کر پکاتے ہیں اور ٹھنڈا ہونے پر موم الگ کرکے
صاف کرتے اور چاک لگاتے ہیں اور اس پر نوکیلے تیز اوزار
بڑی احتیاط سے ڈیزائن بناتے ہیں۔ ایک کام کوفتہ گری کا بھی
ہوتا ہے جس میں دو دھاتوں کو پیٹ کر ملاتے ہیں اور ان سے
بڑھیا چیزیں تیار کرتے ہیں اکبر بادشاہ اس کام کو بہت پسند
کرتا تھا اور اس نے اس کام کو بہت بڑھایا تھا اس کام کی
بہت سی چیزیں بنتی ہیں جیسے صراحی، پھولدان، چاقو، قینچی، ڈبے، حقے
کی گڑگڑی اور بھی بہت سی چیزیں۔ اور سونے چاندی کا
کام ان جگہوں پر بہت اچھا ہوتا ہے جے پور، الور، ٹرانکور، کوچین،
کشمیر، بدر۔ وغیرہ یہاں ہاتھی کو سجانے کی چیزیں اور خنجر وغیرہ بھی
بنائے جاتے ہیں۔ کوفتہ گری میں ایک طریقہ اور استعمال
ہوتا ہے وہ یہ کہ کسی دھات کی چیز پر گہری کھدائی کرکے اس
میں سونا یا چاندی پگھلا کر بھرتے ہیں اور برتن کو بھی گرم کرکے

کام کا سونا برابر کرتے ہیں۔

گنگا جمنی کام۔ یہ کام تانبے یا چاندی کی چیزوں پر ہوتا ہے تانبے یا چاندی پر سونے کا پانی چڑھاتے ہیں اس طرح برتن روپہلا سنہرا دونوں ہوجاتا ہے اسی لئے یہ کام "گنگا جمنی" کہلاتا ہے۔ سونے چاندی کی چیزیں ہیں۔ گلاس صراحی، پھولدان، سینی، چمچے کانٹے، سرمہ دانی، چائے کے سٹ، سنگار بکس، پاندان، سگرٹ کیس، ڈونگے، پلیٹیں، مورتیاں، اور سجاوٹ کی بہت سی چیزیں بنتی ہیں

بھارت میں دھات کا استعمال ہزاروں برس پرانا ہے بلکہ عام اندازہ ہے کہ تقریباً پانچ ہزار برس پرانا ہے، پہلے ہتھیاروں اور اوزاروں کے لئے دھات استعمال ہوتی تھی پھر جیسے جیسے آدمی عقل تمیز سیکھنے لگا آگے بڑھنے لگا، اس نے دھات سے بہت سے کام شروع کئے۔ اور تانبہ پیتل ہتھیاروں اور اوزاروں کے علاوہ روز کی زندگی میں کام آنے لگا۔ اور خنجر تلوار، چاقو سے شروع ہوکر یہ چیزیں بنتی ہیں۔ تھالی، لوٹا، گلاس، صراحی، پتیلی، سماور، اگالدان، سینی ٹرے، پاندان، ایش ٹرے، پاؤڈر بکس، سگرٹ کیس، پیالے، پھولدان، ڈبے، ناشتہ دان، چمچے، کانٹے، لیمپ، سنگاردان،

سنگار کیس، دیگیں اور گھر کی سجاوٹ کی چیزیں ہیں ۔

مراد آباد خاص طور سے ان برتنوں کے لئے مشہور رہے تانبے پر ایک خاص قلعی کر کے اس پر نقاشی کا کام کرتے ہیں اور یہ نقاشی بڑی باریک اور نفیس ہوتی ہے پہلے سادے برتن تیار کر کے اس پر نقاشی کر کے اس میں لاکھ وغیرہ بھر کے اُسے پکاتے ہیں پھر اس لاکھ کو آہستہ آہستہ چھڑایا جاتا ہے اور پھر آخری بار پالش کر کے بازار میں بھیج دیتے ہیں ۔

مرزا پور میں پیتل کے برتن بہت اچھے بنتے ہیں ان پر کٹاؤ کا کام کرتے ہیں اور یہ بالکل سونے کی طرح چمکتے ہیں ۔

جے پور میں بھی دھات کی رنگین صراحی اور گلاس برتن بہت ہی سندر بنتے ہیں ۔ یہ رنگین صراحی گھر کے علاوہ سفر میں بھی بہت کام آتی ہے ۔

تنجور میں تانبے کی چیزیں بالکل الگ طریقے سے بنتی ہیں ان کی نقاشی اور کٹاؤ مراد آباد سے بالکل الگ ہیں تانبے پر چاندی کے کام کا جڑاؤ تنجور کی خصوصیت ہے ۔ سجاوٹ کی چیزوں کے علاوہ وہ دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں بہت اچھی بنتی ہیں ۔ کشمیر اور بنارس میں بھی پیتل اور تانبے کی چیزیں بہت

بڑھیا بنتی ہیں جن کے اوپر مینا کاری کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے ۔ کالم پونگ بھی اپنی پیتل کے بڑھیا برتنوں اور چیزوں کیلئے بہت مشہور ہے اور ان چیزوں کی مانگ ساری دنیا میں ہے !

کانسی ۔ کانسی کے استعمال کے لئے مدراس خاص طور پر مشہور ہے موہن جوداڑو کی کھدائی میں کانسی کی مورتیاں پائی گئیں اس سے ہمیں اس کلا کی عمر کا پتہ لگتا ہے ۔ دکن، نیپال، بنگال میں اس کلا کا جنم ہوا ۔ نیپال میں کانسی کی چیزوں کا بڑا رواج تھا ۔ مدراس میں کانسی کے مجسّے ایسے بنتے ہیں جن کی سندرتا اور مضبوطی کا مقابلہ نہیں ہو سکتا ۔ کانسی کئی دھاتوں کو ملا کر تیّار کرتے ہیں اس میں پیتل، تانبا، سیسہ اور کسی قدر سونا چاندی میں ملا ہوتا ہے ۔ کانسی کی مورتیاں وغیرہ بنانے کی کلا کسی قدر آسان ہے ۔ پہلے موم کی ایک مورتی تیار کرتے ہیں پھر اس کے اُوپر بالو اور مٹی کا لیپ کرتے ہیں اور مورتی کے پیچھے ایک چھید کر کے اس کو بھٹے میں ڈال دیتے ہیں ۔ بھٹے کی گرمی سے موم پگھل کر باہر نکل جاتا ہے اور سانچہ میں کانسی پگھلا کر بھرتے ہیں اور اسے ٹھنڈا ہونے دیتے ہیں جب کانسی ٹھنڈی ہو کر جم جاتی ہے تو سانچہ توڑ کر مورتی باہر نکال لیتے ہیں مورتی کے علاوہ اور

بھی کئی چیزیں مثلاً پیالے اور پھولدان وغیرہ بھی بنتے ہیں۔ ہاں مورتیوں کو سانچوں سے نکال کر ان پر چھینی اوزاروں سے صفائی کرتے ہیں اور پالش کر کے بازار میں بھیج دیتے ہیں۔

یہ کانسی دنیا میں اپنی ایک جگہ پیدا کر چکی ہے۔ بہت سے بدیشی کلاکاروں نے اس کی مضبوطی اور سندرتا کی بہت تعریف کی ہے۔ بوسٹن نیو یارک، پیرس، لندن اور برلن وغیرہ کے موزیم کانسی کے بہترین نمونے موجود ہیں۔

فلی گری۔ یہ کلا بھارت کی شان رہی ہے۔ ہر زمانے میں بھارت نے اپنی تہذیب کے موافق سندر گہنے اور کلا کی آتما کو دکھانے والی مورتیاں اور سجاوٹ کی چیزیں بنائی ہیں۔ چاندی کی چیزوں پر نقاشی کے کاموں کو فلی گری کہتے ہیں۔ یہ سستے ہونے کے باوجود پہننے والے اور دیکھنے والے دونوں کو اتھاہ خوشی دیتے ہیں۔ فلی گری کا کام پہلے زیادہ تر اُڑیسہ میں ہوتا تھا اب تو اڑیسہ کے علاوہ کشمیر، حیدرآباد، مدراس، بنگال، تری پورہ، انکور اور کوسبھی جگہ ہوتا ہے۔ اس میں کنگن، ٹاپس، بالیاں انگوٹھیاں، بروچ، نکلس اور دوسری طرح کے سندر گہنے ملتے ہیں۔ گہنوں کے علاوہ پلیٹ، ڈبے، ایسٹرے، سگرٹ کیس، عطر

دان، لیمپ اسٹینڈ، چمچے اور چائے کی ٹرے وغیرہ بھی بنتے ہیں فلی گری کے کام کے گہنے خاص لباسوں کے گہنے کہلاتے ہیں اور خاص خاص کپڑوں کے ساتھ پہنے جاتے ہیں۔ یہ کام باہری ملکوں میں بھی بہت پسند کیا جاتا ہے۔

بدری کام — بدری چیزیں اپنے ساتھ بڑی دلچسپ کہانی لئے ہوتے ہیں۔ بدر کا قصبہ جنوبی حیدرآباد میں ہے اسے احمد شاہ ابدالی اوّل نے بسایا اور اسے اپنی راجدھانی بنایا اور یہیں اپنا مشہور قلعہ "بدر قلعہ" بنوایا۔ یہ قلعہ اپنی مضبوطی اور فن تعمیر کی ایسی تصویر ہے جسے دیکھ آج بھی لوگ دنگ رہ جاتے ہیں۔ احمد شاہ فنونِ لطیفہ کا ماہر اور بہت قدردان تھا۔ چنانچہ بدر ہندوستان بھر کے کلاکاروں اور شاعروں کا مرکز بن گیا۔

بدری کام چار سو برس پرانا ہے۔ یہ بدری حکومت کے زمانے سے خوب بھلا پھولا۔ بدری کام کافی مشکل ہے پہلے تو سانچہ تیار کیا جاتا ہے پھر جڑاؤ ہوتا ہے اور تب اسکے اوپر کالی پالش کی جاتی ہے۔ پالش کے بعد یہ زیبن والے بھٹے میں مدھم انچ میں مٹی کے لیپ کے ساتھ پکایا جاتا ہے۔ پکنے کے

بعد جب برتن باہر نکلتا ہے تو اس کی سیاہی پکّی ہو چکی ہوتی ہے اور چاندی کی چمک دمک اور بڑھ جاتی ہے۔ اور بدری کام کی چیز تیار رہے

پہلے تو بدری کام کی صرف یہی چیزیں بنتی تھیں جیسے حقّے کی مہنال اور گڑگڑی، پھول دان، شمع دان، سنگار بکس، گلاس معہ ڈھکن اور صراحی وغیرہ۔ لیکن آجکل اس کی بڑھتی ہوئی مانگ کی بنا، پر بہت سی چیزیں اور بننے لگی ہیں جیسے سگرٹ کیس، سگار بکس، راکھدانی، گلے اور ہاتھ کے بٹن، پھلوں کے پیالے بروچ کارڈ بکس، صلیب، پیپر ویٹ، کاغذ کاٹنے کے چاقو اور بیٹھے کی پلیٹ وغیرہ۔ اس کے علاوہ کوئی بھی ڈیزائن کوئی چیز اپنی پسند کے مطابق فرمائش کرکے بنوائی جاسکتی ہے۔ بدری کام کرنے والے ڈیزائن کو ہو بہو بنانے میں کبھی ناکام نہیں رہے۔

بدر کا کام بہت زیادہ باریکی اور ہنرمندی کا کام ہے۔ کلاکار نسل در نسل سیکھتے چلے جاتے ہیں اور ہر کلاکار اپنے فن میں صرف کام سمجھ کر کام نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے فن سے محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بدری کام کی نفاست خوبصورت اور

باریکی معیاری ہوتی ہے۔ اور یہ کام حیدرآباد کے علاوہ مدراس، راجستھان، بہار، یوپی اور ٹرانکور کوچین میں بھی ہوتا ہے۔

مینا کاری — مینا کاری نقاشی کے رنگین کام کو کہتے ہیں — مینا کاری کا کام مرادآبادی برتنوں کے علاوہ سونے چاندی کے زیوروں اور چیزوں پر بھی ہوتا ہے۔ زیوروں میں جیسے کنگن، انگوٹھی، نکلس، ٹاپس، بروچ وغیرہ پر۔ چیزوں میں زیور کا ڈبہ، گلاس، گلدان، اگردان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزوں پر مینا کاری کا کام ہوتا ہے۔

زیورات — آدمی ہمیشہ دوسروں کے سامنے اپنا خوبصورت ترین پہلو پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں عورتیں ذرا اپنی سندرتا کا خیال زیادہ ہی رکھتی ہیں۔ انکی کوشش ہمیشہ یہی رہتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیں اور اس سلسلے میں کپڑے اور گہنے سے بڑی مدد ملتی ہے۔ بھارت میں عورتوں کے گہنوں کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور اس کو نازک و اچھوتے خیال کی طرح سندر بنایا جاتا ہے بھارت کے گہنے اپنی ایک الگ طرز اور انداز

رکھتے ہیں جو خالص ہندوستانی ہے یہاں کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی سُنار ضرور ہوتا ہے۔ قیمتی جواہرات اور سونے کے گہنوں کے علاوہ چاندی اور رگلٹ کے بھی گہنے بنتے ہیں اور اب آج کل تو تانبے اور پیتل کو بھی مِلا کر ایسے زیور بناتے ہیں جو ہر طرح کے لباس کے ساتھ چل سکے اور یہ بہت چلتے ہیں کیونکہ اپنے انوکھے روپ اور چمک دمک کے ساتھ یہ اس نازک کلا کا بھی ثبوت دیتے ہیں جس میں ہمارے بھارت کے کلاکار اپنا جواب نہیں رکھتے اب ہم کچھ گہنوں کے نام اور ان کا استعمال بتائیں گے جو دکھنی بھارت کے ہیں۔

دکھنی بھارت ——— گہنے

انگوٹھی کی کئی قسمیں جیسے ددی، ہیرکھ، ردی منڈل نندیاورتا، نورتن تری ہیرک اور مُدرا وہ انگوٹھی جس پر نام کھدا ہوتا ہے۔

تھری کپو۔ سر پر جوڑا اٹکانے کا زیور۔ ٹنی پٹم۔ ماتھے کا زیور۔ تھوڈا۔ جڑاؤ کان کا زیور۔ مکھتی۔ ناک کا زیور۔ ارنجن کپڑے کے اندر لگانے والی کمر کی پیٹی ——— اددیان۔ کپڑوں کے

اوپر لگانے والی کمر کی پیٹی ۔ تھری دلا ۔ خالی بجتا ہوا کنگن ۔ کائی کپو ۔ بھرتو سونے کا کنگن ۔ نیکلس ۔ گلے کا زیور ۔
نچلے طبقے کے مرد بھی کچھ زیور پہنتے تھے جن کے نام یہ ہیں کدا کدم ۔ بازو کا زیور ۔ تھو یلا ۔ بازو کا زیور ۔

اُتّری بھارت ۔۔ گہنے

سر کے زیور ۔ بوڈا ۔ بچوں کے سر میں سلک اور چاندی کا بنا ہوا گہنا لگاتے تھے ۔
جالی ۔ سونے کی جالی جسمیں موتی لگے ہوتے تھے سر کے ایک طرف لگائی جاتی تھی ۔

سیس پھل ۔ سر کے اوپر پہننے کا گہنا

سیس پھل یا چانک ۔۔ سر کا ایک گول گہنا جسے ماتھے پر بالوں کے ساتھ لگاتے ہیں ۔ یہ پھول کی شکل کا بنتا ہے ۔
سرمانگ ۔ سونے کی زنجیر جسے بیچ سر میں لگاتے ہیں ۔
ماتھے کے زیور ۔ بندلی ۔ ماتھے کی چھوٹی بندی
بروت ۔ چھوٹے ستارے جو بھووں کے اُوپر چپکائے جاتے ہیں ۔

چاند بنیا ۔ چاند کی شکل کا زیور جو ماتھے پر پہنا جاتا ہے ۔
دمنی ۔ سادہ یا جڑاؤ زیور جو ماتھے ایک طرف لٹکایا
جاتا ہے ۔
گوچھی مروارید ۔ موتی کی چھوٹی مالا جو ماتھے کے ایکطرف
لگائی جاتی ہے ۔
ٹیکہ ۔ چھوٹا ماتھے کا زیور جو جڑاؤ اور سادہ دونوں
ہوتا ہے ۔
جھومر ۔ ماتھے کا جڑاؤ زیور جو بالوں سے اٹکا کر ماتھے
پر لگایا جاتا ہے ۔
کتبی ۔ دمنی کی ایک قسم ہے ۔
تاوت ۔ یہ بھی ماتھے کا چھوٹا سا زیور ہے ۔

کانوں کے زیور ۔ بالی یا گوشوارہ ۔ گول چھلّے جو کانوں
میں پہنے جاتے ہیں ۔
بالا کھنگری دار ۔ بھاری بالی ۔
بالی بھدری ۔ وہ بالی جس کے بیچ میں جڑاؤ ہوتا ہے ۔
کرن پھول یا جھمکے ۔ یہ پھول کی شکل میں جڑاؤ اور سادہ
دونوں طرح کا ہوتا ہے اور کان سے لٹکتا ہے ۔

کان ــ یہ کان کی شکل کا زیور ہوتا ہے جو کان میں لگا کر اسپر زیور پہنتے ہیں ۔

مچھ یا مچھلیاں ۔ مچھلی کی شکل کا جڑاؤ زیور

مور بھنور ۔ مور کی شکل میں جڑاؤ زیور جو کان سے لٹکتا ہے

پتنگ :۔ یہ بھی جڑاؤ زیور پتیوں کی شکل کا ہوتا ہے

تندر دے دی ۔ ستارے کی شکل کا زیور

ٹاپس ۔ گول سادے جڑاو اور ہر شکل کے زیور جو کان کی لو کے اوپر پہنے جاتے ہیں ۔

ناک کا زیور ــ نتھ ۔ گول دائرے کی شکل سونے کا باریک حلقہ جس کے بیچ میں موتی ڈالتے ہیں اور ایک پتلی سی سونے کی زنجیر بالوں میں اٹکاتے ہیں تاکہ نتھ ٹھیک رہے ۔

بلاق ۔ چھوٹا سا زیور جو ناک کی بیچ والی ہڈی میں پہنا جاتا ہے ۔

لونگ ۔ ہیرے موتی لعل یا دہ ہی سونے کی کیل جو ناک میں پہنی جاتی ہے ۔

لٹکن ۔ چھوٹے چھوٹے جڑاؤ ٹکڑے جو نتھ میں لٹکائے جاتے ہیں ۔

دانت کے زیور۔ سامنے کے دانتوں میں چاندی اور سونے کی پتیاں لگواتے ہیں۔

گلے کے زیور۔ چندن ہار۔ یہ بہت سی زنجیروں کو جوڑ کر سونے اور چاندی سے تیار کیا جاتا ہے۔

چمپا کلی۔ چمپا پھول کی کلی کی طرح بہت سی سونے کی کلیاں بنا کر ریشم کی ڈوری میں پرو دیتے ہیں۔ اکثر سونے کی زنجیر میں بھی لگاتے ہیں۔

گلو بند۔ سونے کے چھوٹے چھوٹے کٹاؤ کام کے ٹکڑے یا جڑاؤ کے کام کے ٹکڑے مخمل کی پٹی پر سِل کر پہنتے ہیں۔

جگنو۔ ریشم اور کلابتو کی ڈوری میں چھوٹا سا جڑاؤ زیور ہوتا ہے۔

مالا یا ہار۔ موتی یا سونے کی مہروں کی مالا

پنج لڑی۔ پانچ لڑوں کا موتی یا سونے کا ہار۔

ست لڑا۔ سات لڑوں کا موتی یا سونے کا ہار۔

بازو کے زیور۔ بازو بند یا اننت۔ سونے یا چاندی کا پتلا گول حلقہ جسے بازو کے گرد پہنتے ہیں۔

جوشن۔ چھوٹے جڑاؤ ٹکڑے بنا کر ریشم کی ڈوری سے

جوڑتے ہیں۔

نورتن یا نو لنگا۔ نو طرح کے جڑاؤ ٹکڑے لیکر ریشم کی ڈوری سے جوڑتے ہیں۔

تعویذ۔ سونے یا چاندی کا مختلف شکلوں کا سادہ ٹکڑا ریشم کی ڈوری سے باندھتے ہیں۔

کلائی کے زیور۔ بانک۔ سونے کا برسلیٹ۔

گوکھرو۔ برسلیٹ کی دوسری قسم

پلھچیاں۔ سونے یا چاندی کلیاں بنا کر ریشم کی ڈوری میں پروتے ہیں۔

گجرا۔ سونے یا چاندی کے گول حلقے میں طرح طرح پتیاں بنا کر لٹکاتے ہیں۔

کڑا۔ گول سادہ سونے یا چاندی کا کڑا جو اکثر جڑاؤ اور پھولدار بھی ہوتا ہے۔

کنگن۔ سونے چاندی یا اور بھی کسی کام کا گول سادہ یا نقشی کام کا زیور۔

رتن چور۔ ہاتھ کے اوپر جڑاؤ پھول سا پہننے کا زیور جس میں زنجیریں اور چھلے لگا کر ہر انگلی میں پہنتے ہیں۔

انگلی کے زیور۔ انگوٹھی، انگشتری یا مُندری سادی یا جڑاؤ سونے چاندی کے علاوہ اور بھی دھاتوں کی بنتی ہیں۔

سادہ گول چھلّہ۔ جو اکثر جڑاؤ بھی ہوتا ہے اور ہر دھات کا بنتا ہے۔

آرسی۔ انگوٹھے میں پہننے والی انگوٹھی جس کے اُوپر شیشہ لگا ہوتا ہے اور شیشے کے نیچے چھوٹی سی ڈبیا ہوتی ہے جس میں سیندور رکھا جاتا ہے۔

کمر کا زیور۔ کردھنی۔ یہ بہت سی باریک سونے یا چاندی کی زنجیروں کو ملا کر بنتی ہے اور کمر کی پیٹی ہوتی ہے۔

پاؤں کے زیور۔ جھانجھ۔ گول نقشین پاؤں کا کھوکھلا کڑا جس میں کچھ ریزے بھرتے ہیں جن سے چلنے میں بھی جھن جھن کی آواز ہوتی ہے۔

کڑا۔ سادہ گول کڑا۔

گھنگھرو۔ چاندی یا سونے کی پٹی پر گھنگھرو لگاتے ہیں۔

پازیب۔ یہ بھی گھنگھرو اور توڑے سے ملتی جلتی ہے چیز ہے۔ اِس سے بھی آواز پیدا ہوتی ہے۔

زنجیری یا توڑا۔ یہ صرف باریک زنجیروں کو

مِلا کر بنایا جاتا ہے اس میں آواز نہیں ہوتی۔ یہ بھی سونے اور چاندی کا دونوں چیزوں کا بنتا ہے۔

پہلے زمانے میں مرد بھی زیور پہنتے تھے۔ جیسے کانوں میں بالے، دُرا اور مرُکی، گلے میں مالا، کنٹھی، ہیکل اور چندرما، سر پر کلغی، نکٹھ، تورا، مروارید وغیرہ۔ ہاتھ میں کڑا وغیرہ۔ یوں تو زیور بنانے کا کام سارے بھارت میں ہوتا ہے مگر مسولی، جے پور، لکھنؤ، ساونت وادی، دِلّی اور بیسور سونے اور کندن کے کاموں کے لئے بہت مشہور رہیں (کندن بہت عمدہ سونے کو کہتے ہیں)۔

لکڑی کا کام

لکڑی کی کھدائی اور پچی کاری کا کام بھی بھارت کے لئے نیا نہیں ہے پرانے مندروں کا دروازہ اور چھت لکڑی کی کھدائی کے فن کا اچھوتا نمونہ ہے ان کی باریکی اور صفائی دیکھ کر کلاکار کی محنت اور لگن کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگرچہ لکڑی کا کام بھارت کے ہر حصے میں ہوتا تھا اور ہے لیکن کچھ جگہوں پر اس فن نے بہت ترقی کی اور فن کی حد کو چھو لیا۔

لکڑی پر ہاتھی دانت کی پچی کاری بھارت کا خاص فن ہے اور ہوشیارپور ہاتھی دانت کی پچی کاری اور جڑاؤ کے لئے بہت مشہور رہا ہے۔ یہ کام زیادہ تر شیشم اور آبنوس کی لکڑی پر ہوتا ہے اور اس کی بنی ہوئی چیزوں میں قلم دان، آئینے کے چوکھٹے، شطرنج کی بساط، صندوق، میزیں اور بھی آرائشی فرنیچر بہت مشہور ہیں۔

پہلے سادی لکڑی کی چیزیں تیار کر لیتے ہیں پھر ہاتھی دانت کے چھوٹے چھوٹے خاص طور پر کٹے ہوئے ٹکڑے لیتے ہیں اور ان کے حساب سے اس چیز پر ہلکی سی کھدائی کر کے وہ ہاتھی دانت کے ٹکڑے اُن میں جڑتے جاتے ہیں۔ عموماً ڈیزائن پرانے ہی طرز کے ہوتے ہیں۔ نئی ترکیبیں مثلاً سینری وغیرہ ابھی اُتنی خوبصورت نہیں آتیں۔

دکھنی بھارت میں روزاُوڈ نام کی ایک لکڑی ہوتی ہے جو ہلکی باریک اور دندانے دار ہوتی ہے جس پر باریک اور صاف کھدائی کا کام بڑا سندر آتا ہے اور بڑی آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس لکڑی کی تپائیاں اور سجاوٹ کی چیزیں بنائی جاتی ہیں جن میں روزاُوڈ ہاتھی بہت مشہور رہیں۔
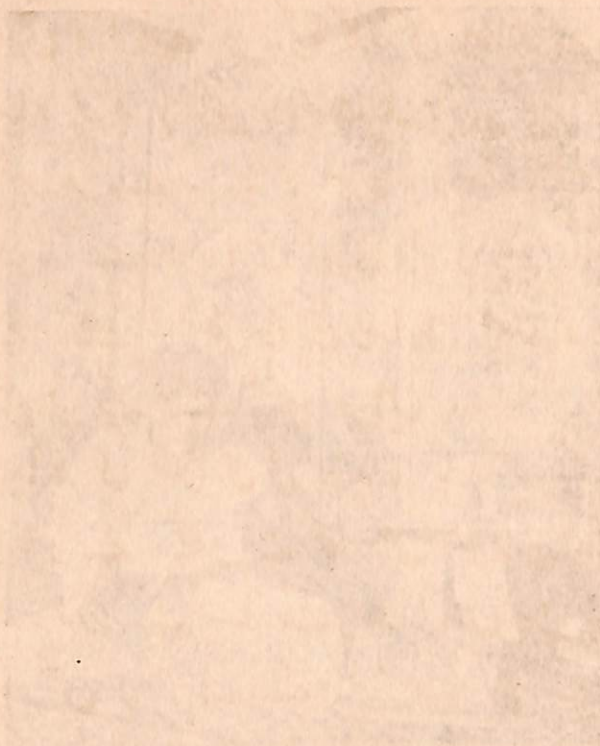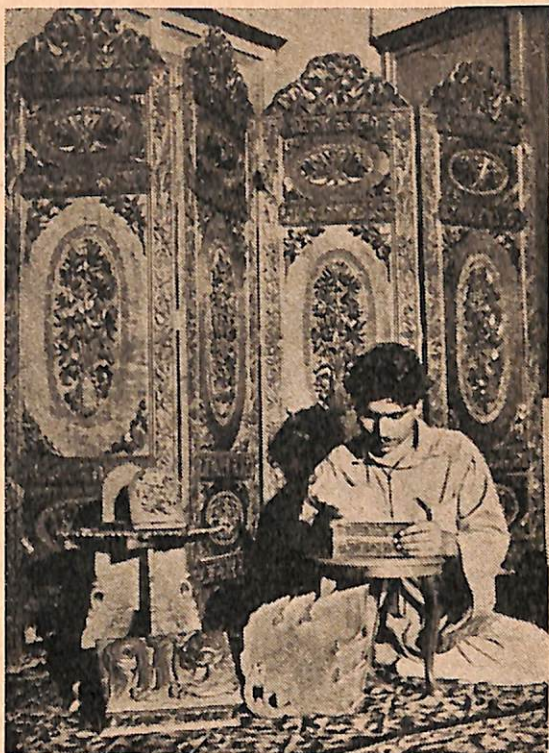
کشمیر کا ایک کلاکار اَپنے کام میں تن من دَھن سے لگا ہوا ہے۔ اِس
تصویر میں پیچھے لکڑی کی ایک سکرین ہے اَور سامنے چنار تپہ ڈبہ
کِتابیں لگانے کا سہارا اور میز وغیرہ دکھائی دیتی ہیں!

یہ کھدائی کی کلا کی انتہائی سندرتا کو چھو گیا ہے اور ہر کلا پریمی اس کو دیکھتے ہی موہت ہو جاتا ہے۔ میسور میں صندل بہت افراط سے ملتا ہے اس لئے وہاں صندل کی لکڑی سے بہت سی چیزیں تیار ہوتی ہیں جیسے کنگھے، پنکھے، مورتیاں، کتابیں رکھنے کے فریم، ڈبے، ٹرے اور بہت سی چیزیں وغیرہ۔ صندل کی لکڑی کی کھدائی کے لئے ساگر بہت مشہور رہے اور باہر سے آئے ہوئے لوگوں کو اس کی چیزوں کی بہت چاہ اور کھوج رہتی ہے کشمیر اپنی اخروٹ کی لکڑی کے کام کے لئے بہت ہی مانا ہوا اشہر ہے۔ جب کشمیر کی سردیاں ہر ایک کو برف کے نیچے رکھتی ہیں۔ کشمیری کاریگر اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ اخروٹ کی لکڑی نرم .... ہلکی اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا خوبصورت کتھئی رنگ بہت دلکش ہوتا ہے عموماً اخروٹ کی لکڑی سے ٹرے میز پھلوں کی پلیٹ سگار بکس، ڈبے لیمپ سگرٹ کیس چھڑ کتابیں رکھنے کے چھوٹے سہارے تصویر کے فریم وغیرہ تیار ہوتے ہیں مگر اس کی بنی ہوئی سکرین اور اسٹینڈ کی تو مثال نہیں ملتی۔ کھدائی کے لئے اور دوسری لکڑیاں بھی استعمال ہوتی ہیں، ساگوان

لال دیو دار، کھدار، آبنوس اور سال وغیرہ۔
لکڑی کا کام کشمیر کے علاوہ اتر پردیش، بمبئی، کچھ، پنجاب بنگال، میسور، مہاراشٹر، آندھرا، راجستھان، ٹراونکور کوچین، اڑیسہ، مدراس، کورگ، مدھیہ پردیش میں بھی ہوتا ہے۔ اور یہ کام ان بحری ملکوں کو بہت پسند ہے اور وہاں اس کی بہت مانگ ہے۔ جیسے عدن، بحرین، کویت، سنگاپور، ملایا، ہانگ کانگ، لبنان، سعودی عرب، اعراق تھائی لینڈ اور جاپان وغیرہ۔

لاکھ اور لیکر کا کام

لیکر کا روغن بیروزہ لاکھ اور بھی کچھ چیزوں کو ملاکر تیار کیا جاتا ہے۔ لیکر کا کام اتر پردیش، مدھیہ بھارت آسام، کچھ، بمبئی، حیدرآباد، میسور، منی پور، پنجاب، آندھر مدراس، بہار وغیرہ میں ہوتا ہے۔ لیکر کی پالش کئے ہوئے تاشش جن کی چمک اور سندرتا بڑی احتیاط اور نفاست کے ساتھ تیار کی جاتی ہے بہت مشہور ہیں۔ اب آجکل لیکر کے کام میں جو نئی بات پیدا کی گئی ہے اِن کو تین حصوں

میں بانٹا جا سکتا ہے۔

۱۔ مٹی کے پکائے ہوئے کھلونے جن پر پہلے تو معمولی رنگ کیا جاتا ہے پھر لیکر کی پالش ہوتی ہے اس طرح کی پالش کے لئے بالاسور اور اڑیسہ کے مٹی کے کھلونے بنگال اور ساؤنت وادی کے کھلونے اس سے پہلے حصّے میں آتے ہیں۔

۲۔ بانس اور لکڑی کے برتن۔ جو کہ چنا پٹنم، میسور، ہوشیار پور وغیرہ میں بنتے ہیں۔ اس کی دوسری قسم کہی جا سکتی ہے۔

۳۔ بڑے بڑے فرنیچر۔ جیسے مسہری لکڑی کے سکرین وغیرہ جو کہ لیکر کی بہترین پالش سے سندر اور رنگین بنتے ہیں لیکر کی تیسری قسم میں آتے ہیں۔

اِن چیزوں کے علاوہ پیپر میشی کی چیزوں پر بھی لیکر کا بہت عمدہ کام کیا جاتا ہے۔ دکھنی بھارت اپنی لیکر کی چیزوں کے لئے مشہور رہا ہے نرم لکڑی کے کھلونے اور رسوئی گھر کی چیزیں بہت اچھی ہیں۔ اس پر پانی کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ اس کا رنگ و روغن بگڑتا ہے۔ حیدرآباد میں بھی گھریلو استعمال کی چیزیں بہت عمدہ بنتی ہیں۔ اِس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ منو بھائی اور لاج وردی۔ لاج وردی سادی چیزیں ہیں جن پر لیکر کا برابر

چکنا روغن کیا جاتا ہے ۔ منو بھاتی ہیں چیزوں کی پھول پتیاں روغن ہی سے اُبھار کر بنائی جاتی ہیں ۔ لیکر کے کام کی یہ چیزیں بنتی ہیں ۔ ہر طرح کی گڑیاں کھلونے زیور کا ڈبہ کنگن عطر دان پلیٹ پیالے ایش ٹرے ڈبے لکڑی کے پردے میز وغیرہ وغیرہ ۔ یہ سب چیزیں لیکر کی پالش کی وجہ سے بالکل الگ اور انوکھی سُندرتا لئے ہوتے ہوتی ہیں ۔

نرمل کا کام

آندھرا پردیش کے ورنگل ضلع میں ایک چھوٹا سا گاؤں نرمل ہے یہاں یہ کام صدیوں پرانا ہے ۔ نرمل کا کام بھی لیکر سے ملتا جلتا ہوتا ہے اور بیٹے کو باپ سے یہ کام ورثے میں ملتا تھا ۔ شوخ خوبصورت رنگوں کے ساتھ سنہرا اور روپہلا رنگ ملا کر یہ اندر دھنش کی سُندرتا لئے ہوتا ہے نرمل کا مطلب ہے بغیر ملاوٹ کا خالص ۔ تو اس میں شک نہیں کہ نرمل نام کا اثر اس کام میں بھی ہے ۔ اس کام کی خوبصورتی شان اور ڈیزائن پرانی کلا کی سرحد نئی کلا سے ملاتی ہے ۔ یہ لکڑی اور دھات دونوں پر کیا جاتا ہے اور اس کی چمک دمک اور رنگت کبھی خراب نہیں ہوتی ۔

سجاوٹ کے فرنیچر اور سجاوٹ کی چیزیں نرمل کام کی خصوصیت ہیں ۔ نرمل کے کام پر کبھی پچی کاری اور جڑاؤ کام کا شبہ ہونے لگتا ہے ۔ اس کام کی مانگ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ۔ اس کام میں فرنیچر کے علاوہ تصویریں پیالے، پلیٹ ڈبے نمکدان سگریٹ کیس، جوتے کی ایڑی ٹرے، کافی سٹ، تاش الیسٹرے وغیرہ بھی بہت عمدہ بنتے ہیں ۔

برتن ـــــ جھلستی گرمیوں میں جب لُو کے جھونکے اور سورج کی جلا دینے والی دھوپ آدمی کا گلا گھونٹنے پر تلجاتی ہے تو مٹی کی چار پیسے کی صراحی کا ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس جسم میں نئی جان ڈال دیتا ہے ۔ آج بھی جب رفریجیٹر اور کولر دنیا میں آچکا ہے ۔ سب نہیں اسے خرید سکتے اور اسی کوری مٹی کی صراحی کا سوندھی مہک سے بسا ہوا ٹھنڈا پانی ان کی پیاس بجھاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ صراحی کا ٹھنڈا پانی جس طرح دِل کو سکون اور پیاس کو قرار بخشتا ہے کولر کا پانی وہ اثر نہیں رکھتا بلکہ تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی پیاس لگ جاتی ہے ۔

یہ کلا کتنی پرانی ہے اس کا اندازہ تو ہر ایک ہی کو ہے ۔

بھارت میں ایک طرح کے نہیں بلکہ کئی طرح کے برتن بنتے ہیں۔
بھارت کے کمہاروں نے ہمیشہ وقت کا ساتھ دیا اور وہ
پرانے ڈیزائنوں میں نئی ریتوں اور نئے انداز کا اضافہ
کرتے گئے۔ مدراسی رنگا گری نظام آباد اور دلی کے کالے
برتن۔ جے پور کے نیلے برتن خصوصیت سے مشہور ہیں پہلے تو
صرف کالے اور لال رنگ کے ہی برتن بھارت میں بنتے تھے
لیکن نیلے برتنوں کا بنانا اور استعمال دراصل مصر کا اثر ہے۔
میسور میں لکڑی کے برتن بہت سُندر نقاشی کے ساتھ بنائے جاتے
ہیں جو سجاوٹ کے کام میں بھی آتے ہیں۔ اور روزمرّہ کاموں
میں بھی۔ کالے اور نیلے برتنوں کے اوپر ہاتھ سے رنگائی کی
جاتی ہے اور سُندر پھول پتیاں بنائے جاتے ہیں۔ رام پور
اور خورجہ میں بھی برتنوں پر خوبصورت رنگ کر کے پھول
پتیاں بناتے ہیں۔ بھاول پور، گجرانوالا کے برتنوں میں یہ ہی
خاص بات ہے کہ وہ بہت پتلے اور ہلکے ہوتے ہیں۔ انھیں کاغذ
برتن بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ کاغذ کی طرح ہلکے اور پتلے ہوتے
ہیں۔ کشمیر میں بھی برتن بہت اچھے بنتے ہیں۔ برہان پور کے بھی
برتن مشہور ہیں یہ برتن چمکدار بھورے رنگ کے ہوتے ہیں اور

ان پر ہلکی ہلکی زرد لکیریں ہوتی ہیں۔ مدراس کے برتن بھی چمکدار اور نکھرے ہرے رنگ یا بھورے رنگ کے بنتے ہیں۔ اعظم گڑھ کے کالے برتنوں پر سپید پارے وغیرہ سے کام کرتے ہیں جو بہت سُندر ہوتا ہے۔ ایسے برتن کھلنا، سیوہان اور پچھمی بنگال میں بھی بنتے ہیں۔ بمبئی کے برتن بھی اپنی چمک اور نقش و نگار کے حساب سے انوکھی سُندرتا لئے ہوتے ہیں۔

معمولی سی لکڑی کی چاک پر ہمارے کمہار ایک لکڑی کی مدد سے معمولی گوندھی ہوئی مٹی کو طرح طرح کی صورت دیکر نکالتے ہیں اور اس کو بھٹے میں پکا کر ان برتنوں پر رنگ اور پھول پتی بناتے ہیں یہ ہے مٹی کے برتن بنانے کا سیدھا اور آسان طریقہ!

سنگ تراشی

پہلے زمانے میں پتھر صرف شاعروں اور پریمیوں ہی کا سر نہیں توڑتا تھا بلکہ دشمنوں کا سر توڑتا تھا اور انسان شکار کرنے اور لڑنے میں اُسے استعمال کیا کرتا تھا پھر اسے گھر بنانے کے لئے بھی پتھر کام کی چیز معلوم ہوئے بڑے بڑے پتھر لُڑھکا کر

غار کا منہ بند کیا جانے لگا اور اسی طرح دھیرے دھیرے یہ کلا آگے بڑھتی گئی اور سنگ تراشی بھارت کی انوپم کلا بن گئی جہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے مہاراجہ اشوک نے اس فن کو صحیح رُوپ دیا۔ مغلوں کے زمانے میں یہ کلا اپنے پُورے شباب پر آئی اور ان کے زمانے کی عمارتیں اسکا ثبوت ہیں جیسے لال قلعہ، جامع مسجد، قطب مینار، تاج محل، اعتماد الدولہ کا مقبرہ۔ اس کے علاوہ اجمیر میں خواجہ چشتی کا مقبرہ۔ فتح پور سیکری کی عمارتیں سنگ تراشی کے فن کا اُچھوتا نمونہ ہے تاج محل تو دنیا کا آٹھواں عجوبہ سمجھا جاتا ہے۔ جہانگیر کے زمانے سے شاید پتھر میں جڑاؤ کا کام شروع ہوا سپید سنگِ مرمر میں کھدائی کر کے اس میں دوسرے رنگین پتھر اور جواہرات جڑے جاتے تھے "تختِ طاؤس،، اس فن کا بہترین نمونہ ہے۔

بنارس کے مندروں میں بھی سنگ تراشی کا کام بہت بڑھیا کیا گیا ہے سنگ تراشی کی خاص خاص جگہیں یہ مشہور ہیں جیسے اودے پور، بیکانیر، اجمیر، جودھپور، جے سمیر اور جے پور، جے پور کے سنگ تراش اپنی باریک سنگ تراشی کے لئے صحیح طور پر مشہور رہیں جے پور کے راجہ مان سنگھ بہت بڑے کلا پریمی تھے۔

اور اُنھوں نے ہزاروں کلاکار اکٹھا کر رکھے تھے جو نسل در نسل وہی کام کرتے چلے آئے ہیں۔ ۱۸۶۶ء میں مہاراجہ جے پور نے ایک "آرٹس اور کرافٹس" اسکول قائم کیا جو شاید سارے بھارت میں سب سے پُرانا اسکول سمجھا جاتا ہے۔ جے پور میں اس وقت کوئی ڈھائی سو گھرانے سنگ تراشوں کے موجود ہیں یہ کام زیادہ تر سنگِ مرمر ہی پر ہوتا ہے۔ سنگ تراش پتھر کا کوئی ٹکڑا لے کر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں اور پتھر کو اپنے پیروں میں پکڑ کر کام شروع کر دیتے ہیں، ان کے اوزار بہت باریک اور عمدہ ہوتے ہیں مثلاً چھینی، ہتھوڑا، ریتی، رکھانی اور اسی طرح کے دو چار اوزار اور انھیں دو چار اوزاروں سے وہ سنگِ مرمر کاٹ کر ایک چیز آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں جو کلا کی زندگی اور مسکراہٹ ہوتی ہے۔ جب تراشش پوری ہو جاتی ہے تو انھیں کے گھر کی عورتیں ان چیزوں پر پالش کرتی ہیں اور چیز بازار میں آنے کے لائق ہو جاتی ہے۔ سنگ مرمر سے۔ تاج محل کے نمونے ڈبے، سنگار دان، میزیں مورتیاں، مجسمے، عطر دان، گلدان، عمارتوں کی سجاوٹ کی چیزیں اور گھر کی سجاوٹ کی بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔ اور قبروں

اور عمارتوں کے کتبے جن پر نام کھودے جاتے ہیں۔!

سنگِ جراحت

یہ ایک طرح کی سپید اور سخت کھریا ہوتی ہے اس کو کوٹ پیس کر مادّہ بناتے ہیں اور اس کو سانچوں میں ڈھال کر طرح طرح کی مورتیاں اور مجسّے وغیرہ بناتے ہیں۔ گھر کی سجاوٹ کی اور چیزیں بھی اس سے بنتی ہیں۔!

کھِلونے

آدمی خود بھی ایک کھلونا ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ مگر یہ کھلونا خود بھی کھِلونے بنانے اور ان سے کھیلنے کا بڑا شوقین ہے اور یہ شوق صرف بچپن ہی میں نہیں بڑھاپے میں بھی باقی رہتا ہے اگر وہ خود نہیں کھیلتا تو اپنے بچوں کو دے کر خوش ہوتا ہے۔ اور یہ کھلونے ہر طرح کے بنائے جاتے ہیں جو ہر آدمی کو پسند آسکیں۔ کچھ کھلونے تو کہانیوں والے کرداروں کی شکل پر بنتے ہیں اور کچھ اصل شکل پر۔ مٹّی کے کھِلونے، لکڑی کے کھِلونے، بھُس بھرے کھِلونے، بُرادے کے کھلونے کپڑے

کے کھلونے ۔ ہر قسم کے کھلونے بنتے ہیں ۔ کپڑوں کی گڑیاں اور کھلونے خاص کر ایسے ہوتے ہیں جن کو کپڑے پہنائے جاتیں اور بچے ان کے کپڑے بدل سکیں ۔

مدھیہ بھارت میں بھس بھرے ہوئے کھلونے جانوروں کے روپ کے بنتے ہیں جو ہُوبہو اُنھیں کی شکل کے ہوتے ہیں ۔ کرشنا نگر، بنارس کنڈاپلی کے لکڑی کے کھلونے جن پر شوخ رنگ کی پالش کی جاتی ہے اور بچوں کی پسند کے مُطابق ان کی شکلیں بنائی جاتی ہیں ۔ متھرا کے مٹی کے کھلونے سارے بھارت میں مشہور رہیں یہاں خاص کر جانوروں کی شکل کے کھلونے بنتے ہیں جیسے کتا، بلّی، خرگوش، گائے، چیتا، شیر وغیرہ ۔ یہ کھلونے ہاتھ سے بنائے جاتے ہیں اور دھوپ میں سُکھا کر بھٹی میں پکائے جاتے ہیں پھر ان پر رنگ روغن ہوتا ہے بنگال کے لوک کھلونے ۔ جانوروں اور آدمیوں کی شکلیں ہوبہو بنائی جاتی ہیں مخصوص گاڑھے اور تیز رنگوں کی ملاوٹ بچّوں کو بہت پسند آتی ہے ۔ جب باہری ملکوں سے کھلونے آنے شروع ہوئے تو ان کھلونوں کا بازار بالکل ختم ہو گیا تھا مگر مشہور کلاکار "جیمنی رائے" نے اس لوک کلا کو پھر زندہ کیا اس کی بعض تصویریں بنگالی لوک کھلونوں سے متاثر ہیں ۔ چنانچہ آجکل اِن کھلونوں کو چار طرح

بانٹا جا سکتا ہے۔

۱۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں اور آدمیوں کی شکلیں اور مجسمے یہ کھلونے زیادہ تر ہماری روز کی زندگی کو سامنے لاتے ہیں کرشنا نگر اور کونڈاپلی کے کھلونے اسی نمبر میں آتے ہیں یہاں کے کھلونے ہماری زندگی کی بہت سی سچّائیوں کو کھلونے کے روپ پیش کرتے ہیں۔

۲۔ دیوی دیوتاؤں کی مُورتیاں بنانا۔ جیسے شِو پاربتی۔ کرشن رادھا۔ لکشمی۔ دُرگا۔ رام چندر وغیرہ۔!

۳۔ ایسے کھلونے جن کا مذہب یا سیاست سے کوئی مطلب نہ ہو... ان کو تعلیمی کھلونے کہا جا سکتا ہے جیسے بیل گاڑیاں۔ گھوڑے ہاتھی۔ چڑیاں، کھینچنے والے وغیرہ۔!

۴۔ ان کھلونوں میں ایسے مجسمے بنتے ہیں جیسے پُجاری پوجا کرتا ہوا، عورت ایک گھڑا لئے، مچھیرا جال پھینکتے ہوئے، سپاہی، بڑے خانساماں، سوداگر وغیرہ ان سب کی مورتیاں منہ سے بولتی ہوتی ہیں۔ راجستھان میں کاغذ اور ٹنسل کی گڑیاں اور کھلونے بنتے ہیں۔ یہ کھلونے اور گڑیاں اِن سب جگہوں پر بنتے ہیں — آندھرا پردیش، آسام، بھوپال، بمبئی، دلّی، حیدرآباد

منی پور، مدھیہ بھارت، مدراس، میسور، اڑیسہ، پنجاب، راجستھان، مہاراشٹر، ٹراونکورکوچین، اُترپردیش، بنگال اور کشمیر۔ اُترپردیش میں مٹی کے بہت چھوٹے چھوٹے ایک انچ کے نازک کھلونے بنتے ہیں جن میں جانوروں اور آدمیوں کی شکل بنائی جاتی ہے یہ بہت نازک اور سُندر ہوتے ہیں۔

یہ کھلونے دنیا کے ہر دیش کے بوڑھے اور بچوں کو پیارے ہوتے ہیں یہ ملک ہمارے کھلونے بہت منگواتے ہیں مثلاً امریکہ، کناڈا، ملایا، سنگاپور، جرمنی، ہانگ کانگ، سعودی عرب، اور کویت وغیرہ۔!

چمڑے کی چیزیں

چمڑے کا کام بھارت میں بہت پُرانا ہے پہلے لوگ کھالوں کا لباس بنا کر پہنتے تھے اور مرگ چھالے دہرن کی کھال، بستر کے طور پر بچھاتے تھے "رگ وید" میں بھی چمڑے کی بوتلوں کا ذِکر آیا ہے اور راماین میں بھی جہاں رام چندر کے چپّل سنگھاسن پر رکھ کر بھرت جی ان کی طرف سے راج کرتے تھے۔ اِن سَب باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ چمڑے کا استعمال ہمارے

یہاں بہت پرانا ہے۔!

ہمارے یہاں کی خوبصورت چپلیں جن پر ہر طرح کی کڑھائی ہوتی تھی ان کی تعریف بدیشیوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ صرف چپلیں ہی نہیں اور بھی کئی قسم کی چیزیں جیسے سنگھار بکس، پانی کی بوتلیں اور حقے رکھنے کی چیزیں بہت پیاری اور نازک بنتی تھیں۔ کتابوں کی جلدیں بھی چمڑے کی بنتی تھیں جن پر بڑی عمدہ رنگین سنہری نقاشی ہوتی تھی الور کا خاص کا کام مشہور تھا۔ چپلوں کے اوپر مخمل لگا کر ان پر زردوزی کا کام ہوتا تھا اور یہ کام لکھنؤ، بنارس، جے پور، آگرہ اور دلی میں ہوتا تھا حیدرآباد میں جوتیوں کے اوپر گلٹ کا کام بہت نفیس اور اچھا ہوتا تھا۔

اب تو ہمارے چمڑے کے کام نے اتنی ترقی کی ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک کا مقابلہ کر کے کامیاب ہو سکتا ہے اب چمڑے کی ہزاروں چیزیں بنتی ہیں سب سے زیادہ چمڑے کا کام اسوقت کانپور میں ہوتا ہے۔ جہاں سے یہ مال باہری ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔ جے پور، بیکانیر، جودھپور وغیرہ اب بھی کشیدہ کاری کی چپلوں اور جوتوں کے لئے بہت مشہور ہیں

جے پور کے ناگرے جس کے تلے چمڑے کے ہوتے ہیں اور اوپری حصہ میں کپڑے یا مخمل کا اور اس پر نہایت رنگین اور بڑھیا کڑھائی کی جاتی ہے ان کو ناگرہ کہتے ہیں۔

بھارت میں کچھ غیر معمولی کھالیں بھی استعمال ہوتی ہیں جیسے سانپ اور مگرمچھ کی کھال۔ مگرمچھ کی کھال سے عمدہ بریف کیس یعنی کاغذات رکھنے کا تھیلا۔بٹوہ۔پاؤچ۔ اور کمر کی پیٹی وغیرہ بنتی ہے۔ سانپ کی کھال سے عورتوں کے بٹوے، پاوڈر کے ڈبے، تمباکو کے پاؤچ وغیرہ بنتے ہیں جو انوکھی نرم خوبصورتی لئے ہوتے ہیں۔

یہ چمڑے کا سامان باہری ملکوں میں بھی بہت پسند کیا جاتا ہے جیسے امریکہ، انگلینڈ، کناڈا، جرمنی، کویت وغیرہ وغیرہ۔!

ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام

بھارت کا ہاتھی دانت اور ہڈی کا کام ساری دنیا کے کلا پریمیوں سے اپنی داد لے چکا ہے۔ سنسکرت کی مشہور دو برہت سا ہینت" میں ہاتھی دانت کی پچی کاری کا کام بیجاپور

.... کے دروازوں پر.................. جو کہ آٹھویں صدی سے بھی پہلے کا بتایا جاتا ہے! امرتسر میں مشہور سکھوں کے گُردوارے میں بھی ہاتھی دانت کی پچی کاری کا کام اپنا جواب نہیں رکھتا۔

یہ کلا بھارت میں ان جگہوں میں ہوتی ہے جیسے پٹیالہ بنارس، میسور، دلی، راجستھان، ٹراونکور کوچین۔ مرشد آباد لکھنؤ اور ازیانگرم وغیرہ۔

ہاتھی دانت کا کام کرنے والے کلاکار معمولی چھینی رکھائی ریتی وغیرہ سے چیزیں گڑھتے ہیں اور جب چیز گڑھ کر تیار ہو جاتی ہے تو اس کو ایک دوا میں چوبیس گھنٹے کے لئے بھگو دیتے ہیں پھر نکال کر چاک پاؤڈر اور برش سے صاف کرتے ہیں اور آخر میں صابن سے دھو کر صاف کرتے ہیں اور چیز نیا رہے!

دکنی بھارت خاص کر اپنی اس کلا کے لئے مشہور ہے۔ ہاتھی دانت سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں جیسے مور تیاں، گلے ہاتھ کے بٹن ڈبے، کنگھے، کاغذ کاٹنے کے چاقو، سگریٹ ہولڈر جانوروں کے مجسمے۔ کان کے ٹاپس بالیاں، نکلس، بروچ، سگریٹ کیس چائے کافی کی ٹرے لیمپ اسٹینڈ۔ سکرین، بالوں

کے پن، شطرنج کے مہرے وغیرہ ..... کچھ ہینڈی کرافٹس کے سنٹر میں ایسی چٹائیاں بناتے ہیں جن میں ہاتھی دانت بنائی میں ملاتے ہیں ہاتھی دانت کی میزیں جن کے پائے ہاتھی کی سونڈ کی طرح تراشے جاتے ہیں پنجاب کے کاریگروں کی خاص بات ہے۔ ہاتھی دانت کا کام تری پورہ میں بہت عمدہ ہوتا ہے۔ ان چیزوں کی باہری ملکوں میں بہت مانگ ہے وہ ملک یہ ہیں۔

انگلینڈ۔ عدن۔ بحرین۔ سیلون، سنگاپور، ملایا، ہانگ کانگ، زنجبار، کناڈا، نیوزی لینڈ، فی جی آئس، سویڈن، سوئیزرلینڈ، لبنان، سعودی عرب، کویت، جاپان، مصر انگولا، پرتگال، امریکہ، میکسکو اور بہت سے ملک۔!

سینگ کا کام

سینگ کا کام زیادہ تر اڑیسہ، بہار، ویسٹ بنگال، بمبئی، راجستھان آندھرا، میسور، ٹراونکور کوچین وغیرہ میں ہوتا ہے سینگ کی سب سے زیادہ کنگھیاں بنتی ہیں جن کی کوئی تیس ۳۰ قسمیں..... ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ پھولدان، قلم دان، زیور رکھنے کے ڈبے

اور مجسمے وغیرہ کے علاوہ چھتری کے ہتھّے بھی بنتے ہیں۔
سینگ کی کلا کے نمونوں میں خاص خاص چیزیں یہ ہیں۔
۱۔ "دو بندی،، بیل۔ جو کہ لکڑی کی سیدھی کشتی پر بنایا جاتا ہے اور اس کے پاس ہی ایک سانپ پھن کاڑھے بیٹھا ہوتا ہے۔!
۲۔ خوبصورت چائے کی پیالیاں، بٹن اور گول ڈبے، اور دوسری روز کے استعمال کی چیزیں اور سجاوٹ کی چیزیں!
سینگ کی چیزیں بنانے کا طریقہ سادہ ہے سینگ کو ناریل کے تیل میں ایک عرصے تک بھگوئے رکھتے ہیں اس کے بعد اس کو آگ دکھا کر نرم کرتے ہیں یہ اتنا نرم ہو جاتا ہے کہ سینگ کو ہاتھ سے موڑ کر جس شکل کا چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں بعد میں ہلکے اوزاروں سے اس کی باریکی اور صفائی سے تراش خراش کرتے ہیں اسکے بعد اس پر پالش کی جاتی ہے اور سینگ کی چیز تیار ہے!

پیپر میشی کا کام

کشمیر میں جہاں فطرت کی خوبصورتی بکھری پڑی ہے وہاں

اس کے رہنے والوں کو بھی ہزاروں دستکاریوں کی دولت ورثے میں ملی ہے اور دستکاریوں کے علاوہ ایک دستکاری پیپر میشی بھی کشمیر کی خصوصیت ہے۔

پیپر میشی کے کام میں کاغذ نم کرکے تہہ بہ تہہ چپکاتے چلے جاتے ہیں اور یہاں تک من مانی موٹائی ہو جاتی ہے تو اس کو کلاکار اپنی مرضی کے مطابق چیز کی شکل دے دیتے ہیں اور اس کے بعد اس پر ہلکا سا گیلا کپڑا لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں پھر اس پر بہت ہلکی سی تہ پیرس کے پلاسٹر کی چڑھاتے ہیں پھر اس کو بھیگے پتھر سے گھس کر اس پر کی زمین کا رنگ چڑھاتے ہیں یہ زمین کا رنگ جو بھی مرضی ہو جیسے سبز یا سپید یا سنہرا چڑھاتے ہیں پھر اس پر پھول پتیاں بناتے ہیں۔ نرمل کا کام بھی اِن چیزوں پر ہوتا ہے تنجور میں قد آدم مورتیاں آدمیوں کی بنتی ہیں۔ پیپر میشی کی چیزیں یہ بنتی ہیں جیسے پیالے، ٹرے، ایش ٹرے، پاوڈر کے ڈبے لیمپ کے شیڈ، مغل طرز کی تصویریں اور بہت سی روز کے استعمال کی چیزیں اور گھر سجاوٹ کی چیزیں بنتی ہیں پیپر میشی کی ایک خاص چیز "ماسک" یعنی نقلی چہرے ہیں جو اڑیسہ، بہار یو پی، آسام، اور دکنی بھارت کے بعض روایتی ناچوں میں

استعمال ہوتے ہیں یہ ماسک ہر طرح اور ہر ڈیزائن کے بنتے ہیں پیپر میشی کا کام کشمیر کے علاوہ یوپی اور مدھیہ بھارت و تنجور وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔

پیپر میشی کی چیزیں بھی بھارت کے علاوہ بدیشوں میں بھی چلتی ہیں ان ملکوں کے نام یہ ہیں جہاں ان کی بہت مانگ ہے۔ انگلینڈ، امریکہ، کناڈا، سعودی عرب، ملایا، سنگاپور، جرمنی، آسٹریلیا اور کویت وغیرہ۔

بید، بانس، اور ریشے کی چیزیں

بید اور بانس کے علاوہ معمولی گھاس اور ریشوں سے ہمارے دیش میں ایسی ایسی چیزیں بنتی ہیں کہ ان کے مقابلے میں کوئی چیز آسکے تو آسکے مگر بڑھ کے نہیں ہو سکتی۔

زیادہ تر یہ چیزیں گاؤں کی دستکاری ہیں مثال کے طور پر چٹائی کو لے لیں تو اس کی چکناہٹ، ٹھنڈک اور رنگ برنگی ڈیزائن انمول ہے اور یہ صرف گاؤں ہی میں نہیں بڑے بڑے شہروں میں بھی اسی طرح پسند کی جاتی ہے اور اس سے سجاوٹ کے ہزار کام لئے جاتے ہیں چوکی پر بچھا کر آسن بن جاتا ہے،
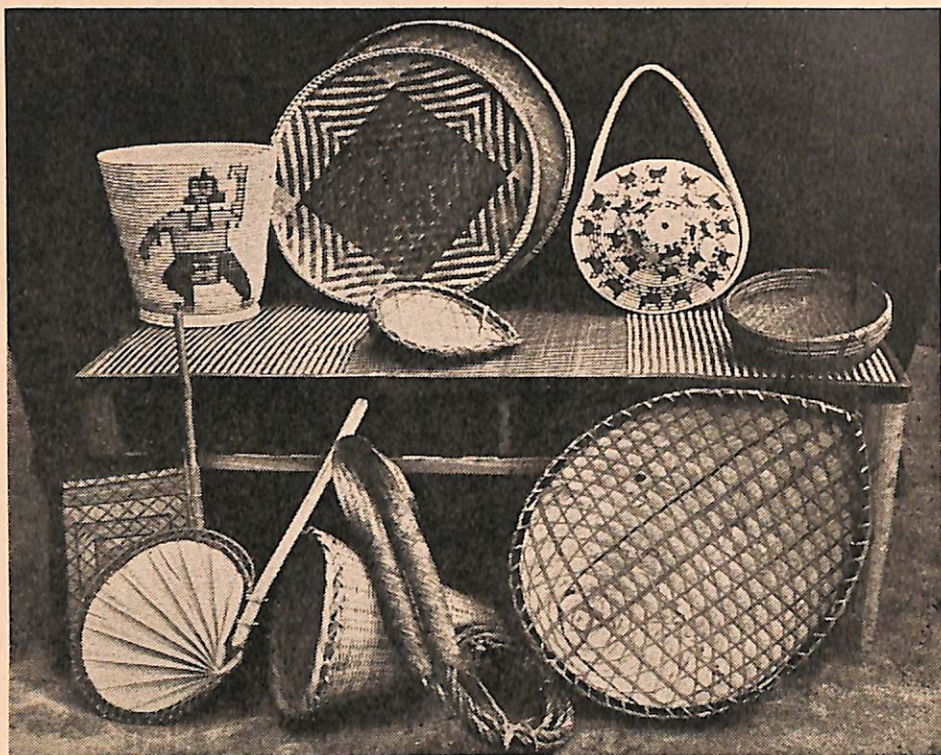
گھاس، بید اور بانس کی بنی ہوئی مختلف طرح کی ٹوکریاں، بٹوے، میز، پنکھا، پھلوں کے رکھنے کی ٹوکریاں دکھائی دے رہی ہیں۔ یہ کام آسام وغیرہ کی خصوصیت ہے۔!

زمین پر تو بچھانے ہی ہیں چھوٹی چھوٹی چٹائیاں کھانے کی میز پر ایک انوکھا حسن لے آتی ہیں۔ دیوار پر بھی تصویر کے فریم کے طور پر لگاتے ہیں۔

اُتر پردیش اور بہار میں گھاس اور بانس کی ٹوکریاں ہر طرح کی بنتی ہیں۔ بید کی بھی ٹوکریاں بنتی ہیں اسی طرح ملا بار کا رتن کا کام اور کوابتر کی چٹائیاں بنانے میں بہت مشہور رہے یہ کوابتر کی چٹائیاں بہت خوبصورت اور مضبوط ہوتی ہیں ان پر سیلن وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا اور یہ بہت دنوں تک چلتی ہیں۔ گرمیوں میں یہ ٹھنڈی معلوم ہوتی ہیں اور جاڑوں میں گرم یہ چٹائیاں باہری ملکوں میں بھی بہت پسند کی جاتی ہیں اور ان کی بڑی مانگ ہے جیسے آسٹریلیا، یورپ، امریکہ، کناڈا، جرمنی اور بھی بہت سے مُلک۔

کشمیر کا سرکی کا کام، آسام کا بید کا کام، بنگال اور اڑیسہ کا بانس کا کام اپنی کاریگری کے حساب سے جواب نہیں رکھتا۔

بانس کے کام کے لئے تری پورہ بہت مشہور رہے یہاں بانس سے بہت اچھی چیزیں بنائی جاتی ہیں اور تری پورہ کی زیادہ تر آبادی اسی دستکاری سے روزی کماتی ہے تری پورہ کی

خاص چیزیں یہ ہیں، کھلونے، بڑے تصویر کے فریم، مجسمے، ٹوکری، زیور کے ڈبے کلینڈر، پھولدان، قلمدان، لیمپ اور بہت سی چیزیں۔

سن سے بھی بہت اچھی دریاں اور رسّی بٹی جاتی ہے اور اناّنس کے ریشوں سے بھی روز کے کام کی چیزیں بنتی ہیں، بانس اور بید کو ملا کر روز کے کام کی بہت سی چیزیں بنتی ہیں جیسے کرسیاں، مونڈھے، آرام کرسی، کتابیں رکھنے کی الماری ٹوکری اور میز وغیرہ۔

پتھ کا کام

یہ اُڑیسہ میں کیا جاتا ہے دُرگا پوُجا کے موقع پر جو دیوی کا تاج بنایا جاتا ہے وہ اس کلا کا بہترین نمونہ ہے اس تاج کو بنانے میں چار پانچ کلاکار ایک ساتھ کام کرتے ہیں تب جا کر ہفتوں میں یہ تیار ہو پاتا ہے۔

اُڑیسہ کے علاوہ پتھ کا کام آسام اور بنگال میں بھی ہوتا ہے آرائشی چیزیں جیسے چاند مالا وغیرہ ان سب جگہوں پر بنتی ہیں جو کہ مذہبی تہواروں پر استعمال ہوتے ہیں۔ مذہبی تہواروں

کے علاوہ شادی بیاہ کے موقعوں پر بھی دولھا دلہن کے
کے لئے پیتھ کے تاج بنگال میں بہت اہمیت رکھتے ہیں پتھ کی چیزیں
اسی کام میں آتی ہیں۔ پیتھ ایک طرح کی نباتات ہے جو دلدلی
علاقوں میں اُگتی ہے۔ پیتھ کی سخت مضبوط چھڑیاں ہر طرح
کی ناپ میں کاٹی جاتی ہیں اور کاغذ سوئی دھاگے کی مدد سے
ان کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ پیتھ کا کام بھی نسل در نسل
بیٹے کو باپ سے ورثے میں ملتا رہا ہے جو کہ ابھی تک اپنے پرانے
کام یعنی تاج ہی وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔
بانس اور بید وغیرہ کی ٹریننگ کے لئے بھی سرکار نے
سنٹر کھولے ہیں۔

عِطریات

عطر اور خوشبو کا استعمال بھارت میں بہت پُرانا ہے۔
دیوی اور دیوتاؤں کے آگے لوبان اور دھوپ وغیرہ
جلانا پوجا میں پہلا کام ہوتا ہے۔ پوجا کے علاوہ لوگ خود بھی
اپنے کو خوشبو سے بسانا پسند کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کا ذکر کالیداس
نے بھی اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ جس میں اس کے کردار خوشبودار

تیل جسم میں لگاتے ہیں اور خوشبو سلگائی جاتی ہے تاکہ ہوا اور ماحول بھی خوشبو سے بسا رہے۔

گلاب کا عطر مشہور مغل ملکہ نور جہاں نے ایجاد کیا اس کے نہانے کے حوض میں روز گلاب کی پتیاں خوشبو کے لئے ڈالی جاتی تھیں ایک دن کسی وجہ سے کچھ پتیاں پانی میں پڑی رہ گئیں اور دوسرے دن ملکہ نے پانی پر ہلکی سی چکنائی تیرتے دیکھی اس نے اس چکنائی کو ہاتھ میں لگا کر سونگھا تو گلاب کی خوشبو آئی اور نور جہاں کے دماغ میں گلاب کا عطر نکالنے کی ترکیب اپنے ساتھ لائی۔

ہندوستانی خوشبوؤں کا سلسلہ بڑا لمبا چوڑا ہے۔ در اصل ہندوستانی عطر موسم کے لحاظ سے بنتے ہیں برسات کا مشہور عطر گل، یا مٹی کا عطر ہے جب برسات کا پہلا چھینٹا سوکھی تپتی دھرتی پر پڑتا ہے تو اس میں سے جو سوندھی مٹی کی خوشبو کا جھونکا آتا ہے ویسا ہی یہ عطر ہے۔ یہ خوشبو برسات شروع ہونے سے پہلے لگائی جاتی ہے اور برسات کے دنوں میں عطر شمامہ بہت اچھا لگتا ہے۔ مونیا اور خس گرمی کے عطر ہیں اسی طرح حنا جاڑوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور دلہن کا سنگار پورا نہیں ہوتا جب

تک کہ عطر سہاگ نہ لگایا جائے۔ اور دُلھن کی ایک خاص خوشبو ہوتی ہے جو صرف شادی کے دن لگائی جاتی ہے اسے 'چوہا' کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہندوستانی دلہن دلکش خوشبوؤں کی مورتی بنی ہوتی ہے۔

یہ عطر صرف اپنے ہی دیش میں نہیں بلکہ باہری دیشوں میں بھی بہت پسند کئے جاتے ہیں اور اِن کی بڑی مانگ ہے جب سے آل انڈیا کرافٹس بورڈ نے طرح طرح کی خوبصورت عطر کی شیشیوں کا اضافہ کیا ہے ان خوشبوؤں کی مانگ اور بڑھ گئی ہے۔

عطر قنوج اور لکھنؤ کے بہت مشہور رہیں اور یہ جگہیں ہمیشہ ہی سے اپنی خوشبویات کے لئے مخصوص ہیں۔

سنگیت اور ساز

سنگیت بھارت کی آتما ہے۔ بھارت ہی وہ جگہ ہے جہاں تان سین جلیسا گویا پیدا ہوا اور امیر خسرو جیسے ذہین کلاکار نے جنم لیا جس نے طرح طرح کے راگ راگنیوں کے علاوہ بہت سے نئے ساز بھی ایجاد کئے۔ یہی وجہ ہے کہ سنگیت بھارت کی

تہذیب میں ایسا رچ بس گیا ہے کہ ملک خود ایک بہت بڑے ارکسٹرا
کی طرح بن گیا ہے جس میں ہر ساز ہر راگ ہر بول الگ ہوتے
ہوئے بھی سب کا سُر ایک ہی ہے اور اسی سُر کی آتما ایک ہے
ہمارا کوئی تہوار کوئی جشن یا پوجا بغیر سنگیت کے پوری نہیں ہوتی
اور ہمیشہ ہمارے بادشاہوں نے گانے بجانے والے کلاکاروں
کی عزت اور قدر کی۔ تاریخی واقعہ ہے کہ شاہجہاں بادشاہ
نے ایک مرتبہ کسی کے سنگیت سے خوش ہو کر اسے سونے میں تُلواکر
وہ سونا اسے دے دیا۔

شاہوں کے دربار کے علاوہ ہمارے مندر بھی سنگیت
کے پجاریوں کی خاص جگہ رہی ہے۔ ہمارے ہاں تقریباً پانچ سو
قسم کے ساز ہیں اِن سازوں کی کچھ قسمیں یہ ہیں ۔

وہ ساز جو تار سے بجتے ہیں جیسے وائلن سارنگی دلربا وینا
ستار سرود تمبورا اور اکتارا وغیرہ۔

ہوا بھرنے والے ساز۔ ہارمونیم ارگن وغیرہ۔

پھونکنے والے ساز ۔ شہنائی بانسری وغیرہ وغیرہ ۔

ہاتھ سے گھِسنے یا بجانے والے ساز۔ جیسے طبلہ بایاں نقارہ وغیرہ
کچھ خاص ساز تھے جو ارکسٹرا میں ہی استعمال کئے جاتے تھے

کچھ مخصوص ساز تھے جو مندروں میں استعمال کئے جاتے تھے اور ان میں سے کچھ لوک گیتوں کیلئے استعمال کئے جاتے تھے ۔ گھسنے یا بجانے والے ساز تقریباً سب سازوں سے پُرانے ہیں ۔ شہنائی خاص کر شادی بیاہ کی چیز ہے ۔ ہر ساز کے بجانے کی ترکیب الگ ہے ۔ آل انڈیا ہینڈی کرافٹ بورڈ نے ہمارے سازوں کو ترقی دینے کے لئے مدراس میں ایک سنگیت ودیالہ قائم کیا ہے جہاں لوگ گانا بجانا بھی سیکھتے ہیں اور اپنے سازوں کا بنانا بھی اور سازوں کے ڈبے بھی یہاں ایسے بنائے جاتے ہیں جو ساز کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کی سُندرتا بڑھاتے ہیں ۔

اس سنگیت ودیالے کی بنی ہوئی چیزیں نہایت ہی نازک اور انوکھی سندرتا لئے ہوتے ہوتی ہیں ۔ کچھ چیزیں تو بالکل انوکھی بنی ہیں مثلاً ۔

۱۔ وائلن (ہمالیہ کی فر کے بنے ہوئے)

۲۔ ساؤنڈ سٹ طنبورا اور خودکار طنبورا ۔

۳۔ گزی ۔

۴۔ خودکار تالہ یئنترا ۔

۵۔ تاگس ورم (جو صندل کی لکڑی اور دوسری اچھی

لکڑیوں سے بنایا گیا)

۶۔ لگھو وینا اور گھنٹو وادیم۔

۷۔ سمبھو سمورتی منجوشا۔

اس کے علاوہ بھی سنگیت ودیالہ میں بہت سے پرانے سازوں میں نئی چیزیں شامل کر کے ان کو اور بھی من موہک بنایا جا رہا ہے۔

اور یہ ہمارے ساز بھی دوسرے ملکوں میں اپنی آواز اونچی کر رہے ہیں اور لوگ ان کے سُروں پر موہت ہو رہے ہیں۔ اس طرح ہماری کلا کا شُہرہ دنیا کے ہر حصّے میں گنگناتا گاتا آگے بڑھتا جا رہا ہے۔

گونگھے اور سیپ کی چیزیں

بچپن کے انمول دنوں میں کون ہے جس نے گھونگے کی گاڑی میں اپنی گڑیا یا کتا نہ بٹھایا ہو گا اور سیپ کے نازک ٹکڑوں میں سادے پانی کی چاء بنا کر نہ پی ہو گی۔ سیپ اور گھونگا دونوں ہی چیزیں ایسی ہیں جو بچّوں کو فوراً اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ سمندر کے کنارے کھیلنے والے بچوں کو زیادہ تر تلاش
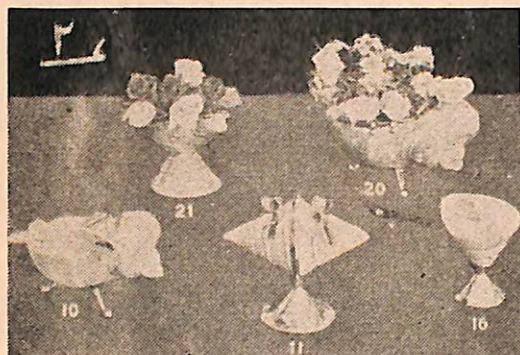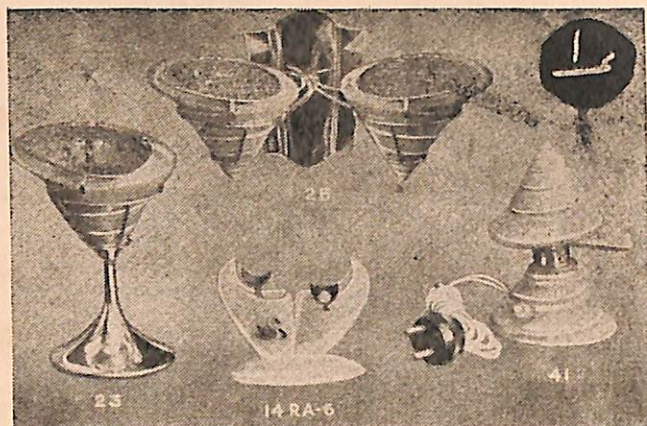
کلکتہ کی بنی ہوئی سیپ و گھونگھے کی چیزیں ۔

نمبر ۱ ایش ٹرے، لیمپ اور پھولدان ۔

نمبر ۲ پھول دان و راکھدان

نمبر ۳ لیمپ ۔ ایش ٹرے ۔ اور دھوپ دان

انھیں چیزوں کی ہوتی ہے اور جب وہ ایک چمکدار سیپ یا بل کھایا ہوا گھونگا مٹھی میں دبائے گھر پلٹتا ہے تو اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔!

لیکن یہ سیپ بچوں کی ہر دلچسپی کا سامان نہیں بلکہ بڑے بوڑھوں کے کام کی چیز بھی ہے۔ یہ سیپ کئی طرح کے ہوتے ہیں ایک تو سب سے عمدہ سیپ ہوتی ہے جسے ٹاپ شیل کہتے ہیں اور دوسری ہری سیپ جو کہ صرف انڈمان اور نکوبار کے ساحلوں پر ملتی ہے اور تیسری ملوٹیس سیپ جو کہ اکثر دریا کے دہانے اور گہرے پانی میں ملتی ہے۔ سیپیوں کا کام بھی کافی پرانا ہے خواجہ سلیم چشتیؒ کے مزار میں ہری سیپ اور دوسری سیپیوں کا جڑاؤ بنا ہوا ہے۔

ان سیپیوں سے مدراس کی طرف گڑیاں بہت اچھی بنائی جاتی ہیں اور طرح طرح کے انوکھے کھلونے بھی بنتے ہیں۔

اب سیپیوں کا کام روز کے کاموں میں آنے والی چیزوں کیلئے ہونے لگا ہے۔ گڑیوں اور کھلونے کے علاوہ کلکتہ میں ان سیپیوں سے دستکاری کی بہت اچھی چیزیں بنتی ہیں جیسے لیمپ، ایش ٹرے تصویر کے فریم، ساڑی کے پن، انگوٹھی، دھوپ دان، پھولدان، بریسلٹ، نکلس کانوں کی بالیاں گلے ہاتھ کے بٹن، ٹائی کا پن، چمچے

کانٹے اور رمکدانی وغیرہ، ان کے علاوہ دنیا کے بزرگوں کی مورتیاں قطب مینار تاج محل کی نقلیں وغیرہ بھی سیپ سے بنائے جاتے ہیں اور بھارت کے لوک ناچوں وغیرہ کی بھی مورتیاں سیپ کی بڑی سُندر بنتی ہیں۔

یہ سب چیزیں بھارت کے "ہینڈی کرافٹس امپوریم" میں ملتی ہیں۔ ان کی مانگ صرف اپنے گھروں میں ہی نہیں بلکہ بدیشی گھروں میں ان لیمپ سے اپنے کمرے کو اجالا کرتے ہیں پھولدان میں پھول لگا کر ملاقاتی کمرے کی شوبھا بڑھاتے ہیں اور گھر کی مالکن ان گہنوں کو پہن کر مسکرا دیتی ہے۔

کٹھ پُتلی

سبھی کو یاد ہوگا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو ایک "چڑے بٹے" والا آیا کرتا تھا اس کے دونوں ہاتھوں میں دو گڑیاں ہوتی تھیں وہ ایک کہانی سُناتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ہاتھ کی گڑیاں اسکی کہانی کے مطابق حرکت کرتی تھیں۔ وہ آپس میں لڑتی تھیں ایک دوسرے کے بال نوچتی تھیں اور پھر میل ہوتا تھا تو گلے مِل جاتی تھیں۔
یہ "چڑے بٹے" بھی کٹھ پتلی کی ایک نچلے درجے کی قسم سمجھی جاتی تھی۔

کٹھ پتلیوں کا انداز بھی بہت دلچسپ ہوتا ہے ہر سائز کی گڑیاں بناتے ہیں اور انھیں طرح طرح کے لباس پہناتے ہیں جیسے رانی راجہ درباری خادمہ وغیرہ۔ گویا ایک کہانی کے پورے کردار تیار کرتے ہیں ان گڑیوں کے پیچھے ایک ہلکا سا مہین تار بندھا ہوتا ہے ان گڑیوں کو سامنے اسٹیج پر بیٹھاتے ہیں اور کٹھ پتلی کا تماشہ کرنیوالا پردے کے پیچھے سے ان میں تاروں کے ذریعے کٹھ پتلیوں سے ہر وہ حرکت کراتا ہے جن کی وہ کہانی میں ضرورت سمجھتا ہے چنانچہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے بس میں آجائے تو کہتے ہیں کہ تم تو بس کٹھ پتلی ہو۔ دوسرے کے اشاروں پر ناچتے ہو۔

یہ کلا بھی مٹ رہی تھی مگر سرکار نے بڑھ وادیا اور اس کے لئے ایک منڈل قائم ہوا۔ جس کا نام بھارتیہ کلا منڈل رکھا گیا اس منڈل نے کٹھ پتلی کلا کو بہت مدد دی۔ اودے پور کے گاؤں سے دو کٹھ پتلی کلاکار بلوائے گئے جو اپنے فن میں بہت ہوشیار ہیں چنانچہ اس منڈل نے تقریباً ڈیڑھ کٹھ پتلیاں تیار کیں اور بہترین قسموں کی گڑیاں بنائیں جو طرح طرح کے روایتی ناچوں کے انداز پر ہی تھیں۔

راجستھان کی سرکار کی طرف سے دو کٹھ پتلی کے ڈرامے ہوئے

جن کا نام رام لیلا اور پنچایت تھا۔ ان کیلیے بھی کٹھ پتلیاں اسی منڈل نے تیار کیں۔

ہر طرح کی گڑیوں اور کٹھ پتلیوں کے علاوہ منڈل نے "کاچی گھوڑی بھی تیار کیں جن کے کپڑ رنگ رُوپ خاص روایتی تھے۔ یہ کاچی گھوڑی گھوڑوں کی شکل کی بنتی ہیں جنھیں ناچوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ان گڑیوں کو اپنے لوگوں کے علاوہ باہری ملکوں نے بھی بہت سراہا۔

چوڑیاں کنگن

ہر ہندوستانی سہاگن چار چیزیں ضرور پہنتی ہے ہاتھوں میں چوڑیاں، مانگ میں سندور، ماتھے پر بندی، اور پاؤں میں بچھوا۔ مسلم خواتین بندی اور بچھوا تو استعمال نہیں کرتیں لیکن چوڑیاں وہ بھی ضرور پہنتی ہیں۔ یہ سہاگ کی نشانی سمجھی جاتی ہیں۔ چوڑیاں اور کنگن فیروزآباد میں سب سے اچھے بنتے ہیں ان کے بنانے کا طریقہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ پہلے شیشے یا کانچ کا مادّہ تیار کرتے ہیں پھر اس کو کچھ ٹھنڈا ہونے دیا جاتا ہے ہلکا سا ٹھنڈا ہوتے ہوتے شیشہ کافی

گاڑھا ہوجاتا ہے۔ تھوڑا سا شیشہ ایک لوہے کے آنکڑے میں
اٹھاتے ہیں اور چھت میں ایک لمبی لوہے کی سلاخ ایک سرے پر مڑی
ہوئی لٹکتی رہتی ہے چوڑی بنانے والے اس پگھلے کانچ کو آنکڑے میں
پھنسا کر گول حلقہ سا بنا دیتے ہیں اور اسکو بالکل ٹھنڈا ہونے کیلئے
چھوڑ دیتے ٹھنڈا ہونے پر اسے پھر ایک لوہے کی پتلی سی چھڑی سے
اُتار لیتے ہیں اور اس کو دوسرے تکلے پر لٹکا دیتے ہیں۔ یہ تکلا بھٹی
کے اوپر ہوتا ہے اب یہ گول حلقہ گرمی پا کر پھیل جاتا ہے اور تکلے
سے اسے نچاتے رہتے ہیں جب مرضی کے مطابق بڑا ہوجاتا ہے تو پھر
اسے کل بٹ پر گھمانا اور نچانا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ گرما
گرم چوڑی مرضی کے مطابق تیار ہوجاتی ہے۔ تب اسے ٹھنڈا
ہونے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور چوڑیاں کنگن تیار ہے۔

چوڑیاں اور کنگن ہر طرح اور ہر رنگ کے پہنتے ہیں۔ نیلی۔ اودی
فیروزی گلابی سرخ سبز زرد قرمزی وغیرہ اوران پر سنہرا رو پہلا
روغن کیا جاتا ہے اس کے علاوہ ان کنگنوں پر نیلے شیشے کے موتیوں
وغیرہ کا جڑاؤ بھی ہوتا ہے۔ جو بہت سُندر ہوتا ہے۔

چوڑیوں کے بھی ہر صوبے میں الگ الگ نام ہیں جیسے ملتان کی
طرف وانگ کہتے ہیں اور گجرات میں چنل کہتے ہیں۔

چوڑیوں کے علاوہ شیشے سے پہلے زمانے میں کچھ برتن وغیرہ بھی بنائے جاتے تھے لیکن اب صرف ان کا نام باقی رہ گیا ہے کہا جاتا ہے کہ لکھنؤ میں شیشے کی صراحی، پلیٹ، پھولدان اور چھڑیاں وغیرہ بھی بنائی جاتی ہیں۔

بھارت ناٹیہ سنگھ

ہمارے پرانے تھیٹر وغیر کی چیزیں جو کہ اپنے روائیتی رنگوں اور انداز میں بنتی تھیں ــــ ہمارے یہاں بالکل ہی مٹ رہی تھیں کہ اکھل بھارتیہ کلا سمتی نے اِن چیزوں کو یکجا کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ چنانچہ "بھارت ناٹیہ سنگھ" نے ان ساری چیزوں کو جمع کیا۔

ان چیزوں میں پرانے روایتی لباس، گہنے، نقلی چہرے وغیرہ شامل ہیں ــــ کچھ پرانے تھیٹر کی چیزیں اکٹھا کی گئیں۔ ان پُرانے تھیٹروں کے کچھ نام یہ ہیں جیسے رام لیلا۔ جاترا، یکش گنگا، راس نیرت، گٹی وغیرہ۔

یہ تھیٹر اُتر پردیش، بہار، بنگال منی پور، مدراس، آندھرا پردیش وغیرہ سے جمع کئے گئے۔

اور یہ سب چیزیں اکھٹی کر کے "نیشنل میوزیم" میں رکھی گئیں۔
اور ان چیزوں کے متعلق بھی ساری اطلاعات ساتھ میں رکھی گئی ہیں۔